امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف، پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا حسن الہاشمی
■ وہ یاد رہیں گے (حرف چند)
■ ایک عظیم مجاہد؛ سلطان ٹیپو شہید
■ میڈیا کی اشتعال انگیزی پر نکیل لازم
■ جہیز کا طوفان بلاخیز اور امت مسلمہ
■ مسلمانوں کی پسماندگی اسباب وعلاج
■ خدمت خلق؛ اسلامی تعلیمات کا......
■ اخبار جہاں، طب وصحت، ہفتۂ رفتہ

جلد نمبر 60/70
مورخہ ۷؍ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۳؍نومبر ۲۰۲۰ء روز سوموار
شمارہ نمبر 46

بہار کی نئی حکومت: مصائب ومشکلات

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

بہار کی نئی حکومت نتیش کمار کی قیادت میں بن گئی ہے، سوشیل کمار مودی اس بار نتیش جی کے ساتھ حکومت میں نظر نہیں آئیں گے، ان کی جگہ پر بی جے پی کوٹے سے دوارکان اسمبلی بارہویں پاس تارکیشور پرساد اور رینو دیوی نے نائب وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے حلف لیا ہے، رینو دیوی بتیا سے تعلق رکھتی ہیں نونیا سماج سے آتی ہیں، اور آر ایس ایس کی قدیم رکن ہیں، بہار کی وہ پہلی خاتون نائب وزیر اعلیٰ ہوں گی، تارکیشور پرساد کٹیہار کے رہنے والے ہیں۔ ان کے علاوہ بی جے پی کوٹے سے پانچ مزید ممبران؛ منگل پانڈے، امریندر پرتاپ سنگھ، رام پریت پاسوان، جیویش کمار مشرا اور رام صورت رائے کو وزارت کی حلف دلائی گئی ہے، اس طرح بی جے پی کوٹے سے کل سات وزیر بنے ہیں۔ ان کے علاوہ جے ڈی یو کوٹے سے پانچ (وجے کمار چودھری، وجیندر پرساد یادو، اشوک چودھری، میوالال چودھری اور شیلا منڈل)، ہندوستانی عوام مورچہ سے جیتن رام مانجھی کے لڑکے سنتوش سمن اور وی آئی پی کے سربراہ مکیش سہنی نے بحیثیت وزیر حلف لیا ہے۔ اسپیکر کا عہدہ پٹنہ صاحب اسمبلی حلقہ سے جیت کر آنے والے بی جے پی کے قدآور لیڈر نند کشور یادو کو دیا گیا ہے، پندرہ سالوں سے یہ عہدہ جدیو کے پاس تھا۔ (ان سطروں کے لکھے جانے تک نتیش کوٹے کے وزیر میوالال چودھری جنہیں وزارت تعلیم کا قلم دان ملا تھا اور بدعنوانی کے کئی معاملات میں ان پر مقدمہ چل رہا تھا اپوزیشن کے زبردست دباؤ میں استعفیٰ دے چکے ہیں۔)

کابینہ میں اس بار پہلے مرحلہ میں کسی مسلمان کا گذر نہیں ہوسکا، این ڈی اے سے کوئی مسلمان جیت کر نہیں آیا، کسی مسلمان ایم ایل سی کو وزیر بنانے کا متبادل موجود تھا، وہاں جدیو کے پاس کئی مسلم ایم ایل سی ہیں، لیکن اس بار مکھوٹا ہی نتیش جی کا ہے، حکومت بڑے بھائی کی ہے، بڑے بھائی کے چشم وابرو پر ہی نتیش کمار وزیر اعلیٰ بنے ہیں، اور بی جے پی بغیر مجبوری کے کہیں کسی مسلمان کو کچھ دینے کے لیے تیار نہیں ہے، یہ بات سورج کی طرح روشن اور مشہور ہے، اس کے باوجود یہ بھی حقیقت ہے کہ نتیش کمار پرانے سیاست داں ہیں، برسوں کے سرد وگرم چشیدہ ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ کرسی کیسے حاصل کی جاتی ہے اور اس پر قبضہ برقرار رکھنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے، اختلافات کس طرح نمٹائے جاسکتے ہیں، اور جب معاملہ قابو سے باہر ہونے لگے تو مخالف پر ''پلٹ وار'' کس طرح کیا جاتا ہے۔

ان سب کے باوجود بہار کی نئی حکومت کے لیے جو مسائل ومشکلات ہیں، اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، ایک طرف نتیش کمار کو اپنے ''سات عزائم'' کی تکمیل کی فکر ہوگی ممکن ہے بدلے ہوئے حالات میں وہ اس پر عمل آوری کے طریقوں پر نظر ثانی کریں، جرائم، بدعنوانی اور فرقہ واریت بھی ان کی حکومت میں اہم مسائل ہونگے۔ صحت وکاشتکاری کے لیے منصوبوں کو روبہ عمل لانے کے ساتھ یہ ضروری ہوگا کہ روزگار کے مواقع فراہم کیے جائیں، تیجسوی کے دس لاکھ روزگار دینے کے مقابل انیس لاکھ روزگار فراہم کرنے کا انتخابی اعلان بھی موقع بموقع ان کی گردن پکڑتا رہے گا، اس کے علاوہ بی جے پی کے اپنے ایجنڈے ہوں گے، ان ایجنڈوں سے ایک سیکولر شبیہ رکھنے والے وزیر اعلیٰ کے لیے نمٹنا آسان نہیں ہوگا، وقت بتائے گا کہ وہ بی جے پی کے سامنے جھکتے ہیں یا اقتدار کی کرسی کے بارے میں غور کرتے ہیں، اس مسئلہ پر کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا۔

دوسری طرف یہ خبر بھی گرم ہے کہ راجد اور کانگریس کے بیس (۲۰) شکست خوردہ ایم ایل اے جو بہت کم ووٹوں سے ہارے ہیں وہ عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) کا دروازہ کھٹکھٹانے کی تیاری کر رہے ہیں، اگر یہ عدالت میں جاتے ہیں اور عدالت کا فیصلہ دوبارہ گنتی کا آتا ہے اور وہ اس میں جیت جاتے ہیں تو حکومت کے لیے پریشانیاں کھڑی ہوسکتی ہیں۔ لیکن ہمارے یہاں عدالت کے فیصلے اتنی تاخیر سے آتے ہیں کہ ''تا تریاق از عراق آوردہ شود، مارگزیدہ مردہ شود'' کی مثل صادق آتی ہے، یعنی جب تک تریاق عراق سے لایا جائے گا، سانپ کا ڈسا ہوا چل بسے گا۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک فیصلہ آئے گا، اس اسمبلی کی مدت ہی ختم ہوچکی ہوگی۔ بی جے پی کی نگاہ ہمیشہ دوسری پارٹی کے ایم ایل اے کو توڑ کر حکومت بچانے اور بنانے پر رہتی ہے، جن پارٹی کے ایم ایل اے کو وہ توڑ کر اپنی طرف لاسکتی ہے، اس میں کانگریس اول نمبر پر ہے، جیوتی رادتیہ سندھیا اور سچن پائلٹ جیسے لوگ پیٹھ میں خنجر بھونکنے کو تیار رہتے ہیں، شرط یہ ہے کہ انہیں ان کی منہ مانگی قیمت مل جائے، یہ قیمت کبھی عہدوں کی شکل میں ہوتی ہے اور کبھی نقد کی شکل میں، حکومت بنانے یا بچانے کے لیے بی جے پی کچھ بھی کرسکتی ہے، اور بہار کی سیاست میں کانگریس کے ۱۹؍ایم ایل اے پر اس کی نظر ہے، مصیبت کی گھڑی میں ان کو توڑا جاسکتا ہے، بی جے پی کی سوچ یہ ہے کہ کسی کو بھی خریدا جاسکتا ہے، آپ کے پاس ''قوت خرید'' ہونی چاہئے۔ اور بی جے پی کے پاس بہار میں حکومت کی وجہ سے ''قوت خرید'' فراہم ہے۔

آدی باسیوں کی مذہبی شناخت کا مسئلہ

مرکزی حکومت میں وزارت برائے جن جاتی (شیڈول ٹرائب) کے مطابق ہندوستان کی تیس ریاستوں میں کل سات سو پانچ جن جاتیاں (درج فہرست قبائل) رہائش پذیر ہیں، جن میں آدی واسیوں کی کثرت ہے، ایک اندازہ کے مطابق پورے ہندوستان میں ان کی آبادی ۱۲؍کروڑ سے زائد ہے، مختلف علاقوں میں ان کے مذہبی رسم ورواج، شادی بیاہ کے طریقے اور ان کی تہذیبی شناخت الگ الگ تراسی (۸۳) طریقوں پر مشتمل ہے، لیکن یہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ وہ ہندو نہیں ہیں۔ برطانوی راج میں ۱۸۷۱ء سے ۱۹۳۱ء تک آدی واسیوں کے لیے مول نواسی (Aboriginal) لکھنے کی گنجائش تھی۔ آزادی کے بعد ۱۹۵۱ء میں جو پہلی مردم شماری ہوئی تھی اس میں مذہب کے کالم میں نویں نمبر پر ''ٹرائب'' لکھا ہوا تھا، اور آدی واسیوں نے ہندو اور دوسرے مذاہب کے کالم میں اپنا اندراج کرانے کے بجائے ''ٹرائب'' لکھا تھا، بعد کی مردم شماری کے فارم میں اسے حذف کردیا گیا اور اب الگ مذہب کوڈ نہیں ہونے کی وجہ سے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ ان کی کل آبادی پورے ہندوستان میں کتنی ہے، اس طرز عمل کی وجہ سے آدی واسیوں کا خیال ہے کہ برہمنوں نے انہیں غلام بنا کر رکھ چھوڑا ہے۔

بہار میں آدی باسیوں کی آبادی چھ فیصد ہے، پورے ملک میں آدی باسی، گونڈی، کویا، پونیم، سرنا وغیرہ روایتی تہذیب سے جڑے ہوئے ہیں، اور اسے ہی وہ اپنا مذہب قرار دیتے ہیں، ان کا مطالبہ ہے کہ ہمارے لیے مردم شماری میں الگ ایک کالم ہو، جس میں ''ٹرائب'' لکھا جاسکے، جو چھ کالم: ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، بودھ اور جین کے ہیں، ہم ان میں سے کسی مذہب کو نہیں مانتے، ہندوستانی حکومت ہماری مذہبی شناخت کو ختم کرکے اپنے میں ضم کرنا چاہتی ہے، تاکہ وہ ہندوستان کی بڑی آبادی کے طور پر اپنے کو پیش کرسکے۔

ادھر جھارکھنڈ کے وزیر اعلیٰ ہیمنت سورین نے آدی واسی کے دیرینہ مطالبہ کو دھیان میں رکھتے ہوئے ایک اچھا قدم یہ اٹھایا ہے کہ ۱۱؍نومبر کو اسمبلی سے آدی واسیوں کے لیے سرنا آدی واسی دھرم کوڈ منظور کرکے مرکزی حکومت کے پاس بھیج دیا ہے، کیوں کہ یہ معاملہ مرکز کے دائرہ میں آتا ہے؛ لیکن ملک کی مختلف ریاستوں میں بسے آدی واسیوں نے سرنا کو دھرم کوڈ بنائے جانے کی مخالفت کی ہے، ان کی مخالفت کی بنیاد یہ ہے کہ صرف جھارکھنڈ میں ہی ۳۲؍جن جاتیاں (ٹرائبس) رہتی ہیں، سرنا ان میں سے صرف ایک کا دھرم کوڈ ہوسکتا ہے، ان میں سے کئی صرف ''آدی واسی'' کو دھرم کوڈ کے طور پر منظور کرنے کی حمایت کرتے ہیں، کیوں کہ اگر سرنا پر زور دیا گیا تو دوسرے آدی واسی اس کی مخالفت پر اتر آئیں گے۔

آدی واسی معاملات کے حل کے لیے مرکزی حکومت نے ٹرائبل ایڈوائزری کونسل بنا رکھی ہے، جو قانونی طور پر اس قسم کے معاملات میں سرکار کو مشورہ دینے کی مجاز ہے، اس کونسل کی شاخیں فی الوقت آندھرا پردیش، چھتیس گڑھ، گجرات، ہماچل پردیش، جھارکھنڈ، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اڈیشہ، راجستھان، تامل ناڈو، مغربی بنگال، تلنگانہ اور اتراکھنڈ میں قائم ہیں اور ریاستی حکومتیں ان کے مشورہ کے مطابق فیصلے لیا کرتی ہیں۔ جھارکھنڈ حکومت کے فیصلے کے باوجود آدی واسیوں کے مذہبی کوڈ کا مسئلہ آسانی سے حل ہوتا نظر نہیں آتا، کیونکہ ہندوستان نے بین الاقوامی طور پر آدی واسی لفظ کو ہی اب تک تسلیم نہیں کیا ہے، اس کے یہاں انوسوچت جاتی اور انوسوچت جن جاتی (شیڈول کاسٹ اور شیڈول ٹرائب) کا لفظ مستعمل ہے، اور اس نے بار بار اقوام متحدہ میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ آدی واسی نہیں ہیں، آدی واسی تو ہندوستان کے سبھی باشی ہیں، الفاظ اور نام کچھ بھی دیے جاسکتے ہیں، صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ آدی واسیوں کا ایک دھرم کوڈ ہونا چاہئے، اس سے ان کی مذہبی اور تہذیبی شناخت محفوظ رہ سکے گی، جھارکھنڈ کے وزیر اعلیٰ ہیمنت سورین اس پہل کے لیے شکریہ کے مستحق ہیں۔

اچھی باتیں

☆ انسان چہرہ تو صاف رکھتا ہے، جس پر لوگوں کی نظر ہوتی ہے، مگر دل صاف نہیں رکھتا، جس پر اللہ کی نظر ہوتی ہے ☆ اپنی نیکی چھپانا آپ کی سوچ کا امتحان ہے اور دوسرے کے گناہ چھپانا آپ کے کردار کا امتحان ہے ☆ اپنی غلطی کا اعتراف کر لینا بہترین کام ہے، اس سے نفس میں عاجزی پروان چڑھتی ہے اور تکبر کمزور ہوتا ہے ☆ انسان ہر گھر میں پیدا ہوتے ہیں، مگر انسانیت کہیں کہیں جنم لیتی ہے ☆ برداشت بزدلی نہیں؛ بلکہ زندگی کا ایک اہم اصول ہے، جس دل میں قوت برداشت ہو وہ کبھی ہار نہیں سکتا'' (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''بہار الیکشن ۲۰۲۰ء کئی وجوہات کی بنیاد پر یاد رکھا جائے گا، ان میں سب سے اہم تیجسوی یادو کا ایک ہوش مند اور پر جوش لیڈر کے طور پر ابھرنا ہے، جس نے عوام کی نبض پر ہاتھ رکھا، ان کے احساسات کو سمجھا، اور اسی مناسبت سے اپنی قابل داد انتخابی حکمت عملی تیار کی، یہی وجہ ہے کہ بہار کا وہ الیکشن جو طبقاتی زبردستی اور بالادستی کے تحت لڑا جاتا تھا، تیجسوی نے اسے نہایت کامیابی کے ساتھ عوام کے روزمرہ مسائل سے جوڑ دیا۔'' (انقلاب ۱۲؍نومبر ۲۰۲۰ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

حالات کے الٹ پھیر سے شکستہ دل نہ ہوں

وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ (آل عمران) اور ہم لوگوں کے درمیان دنوں کو ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔

مطلب:۔ قرآن مجید کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گردش ایام کا ایک اصولی نظام بیان فرمایا ہے کہ ہم قوموں اور ملتوں کو مختلف حالات سے دوچار کرتے ہیں، کبھی انہیں کامیابی سے ہمکنار کرتے ہیں اور کبھی شکست وریخت سے دوچار کرتے ہیں، کیونکہ اگر ایک قوم ہمیشہ غالب رہی تو وہ بے لگام ہوجائے گی اور اگر وہ ہمیشہ مغلوب رہی تو شکست خوردگی کا شکار ہوجائے گی، اس لئے ہم زمانہ اور احوال کو الٹتے پلٹتے رہتے ہیں تاکہ کائنات میں اعتدال وتوازن قائم رہے، ان حالات میں مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ حالات کے الٹ پھیر سے شکستہ دل نہ ہوں اور یقین رکھیں کہ انہیں کو غلبہ وفتح حاصل ہوگا، آیت کا پس منظر یہ ہے کہ ۳ھ میں اُحد کا معرکہ پیش آیا، جس میں صحابہ کرام نے بڑی شجاعت و بہادری سے معرکہ آرائی کی، پہلے تو صحابہ کا پلہ بھاری رہا، دشمنوں کا غرور ٹوٹا حتی کہ اس کے قدم اکھڑ گئے اور منہ کی کھانی پڑی، لیکن آخر میں معرکہ کا پاسہ پلٹ گیا اور دشمنوں نے پیچھے سے پلٹ کر حملہ کردیا، جس کے نتیجہ میں ستر صحابہ شہید ہوگئے اور چالیس زخمی، اس عارضی ہزیمت سے وہ کبیدہ خاطر اور شکستہ دل ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کے ذریعہ انہیں تسلی دی کہ وقتی حالات سے مت گھبراؤ، تم سے پہلے بھی بہت سی قومیں آئیں، ان کا امتحان ہوا، انہوں نے صبر وثبات قدمی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا، اور آخر میں فتح ونصرت ان کے حصہ میں آئی، اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا ہے کہ گذشتہ باتیں اور لغزشیں جو ہوچکی ہیں ان پر رنج وغم میں اپنا وقت اور توانائی صرف کرنے کے بجائے مستقبل میں اپنے کام کی درستی کی فکر کرو اور اسے کامیاب بناؤ، ایمان وایقان، اطاعت رسول درخشاں مستقبل کا ضامن ہے ان کو ہاتھ سے نہ جانے دو، انجام کار تم ہی غالب رہوگے، اس قرآنی آواز نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا اور پژمردہ جسموں میں تازہ روح پھونک دی، غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کی کس طرح تربیت واصلاح فرمائی اور ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کو ایک ضابطہ اور اصول دے دیا کہ گذشتہ فوت شدہ امور پر رنج وملال میں وقت صرف کرنے کے بجائے آئندہ کے لئے قوت وشوکت کے اسباب بہم پہونچانا چاہئے، پھر اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتلا دیا کہ غلبہ اور بلندی حاصل کرنے کے لئے صرف ایک ہی چیز اصل ہے یعنی ایمان اور اس کے تقاضے پورے کرنا، (معارف القرآن جلد دوم، ص ۱۹) ابھی بہار کے حالیہ اسمبلی الیکشن میں کچھ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور کچھ کو شکست سے دوچار ہونا پڑا، یہ جو کچھ ہوا وہ قدرتی نظام کے اسی اصول کے تحت ہوا، اس لئے جو مسلمان کامیاب ہوئے وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور دیانت داری وایمانداری سے انسانی خدمت کو عبادت سمجھ کر انجام دیں، اور جنہیں شکست اٹھانی پڑی وہ مایوس نہ ہوں بلکہ صبر واستقلال کے دامن کو تھامے رہیں، اپنے سیاسی وقار واعتبار کو بلند کریں، یہ وقت اور حالات کا تقاضا ہے۔

اپنی ظاہری ہیئت بھی درست رکھئے

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ملاقات کے لئے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے بال پراگندہ اور بکھرے ہوئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ کیا یہ شخص کوئی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے بالوں کو درست کر لیتا۔ (نسائی)

وضاحت:۔ صاف ستھرا رہنے سے انسانی وقار واعتبار بلند ہوتا ہے، نفیس اور عمدہ لباس پہننے والے اور ظاہری طور پر اچھی ہیئت رکھنے والے لوگ عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں، لوگ ان کی قربت سے خوشی محسوس کرتے ہیں، لیکن جو لوگ گندے، میلے کچیلے انداز میں رہتے ہیں اور ہیئت بگاڑے رہتے ہیں ایسے لوگوں سے سب دور بھاگتے ہیں، نفرت کرتے ہیں، اسی لئے شریعت اسلام نے مسلمانوں کو صاف ستھرا رہنے اور اعتدال وتوازن کے ساتھ ظاہری ہیئت کو درست رکھنے کی تعلیم دی، تاکہ دیکھنے والوں کو قلبی سکون حاصل ہو، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری ہیئت کو خوشنما بنائے رکھتے تھے، یہ آپ ؐ کا عام معمول تھا، لیکن جب کسی سے ملاقات فرماتے تو اس وقت اپنی ہیئت کا خود جائزہ لیتے، چنانچہ طبقات ابن سعد میں حضرت جندب بن مکیت سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی وفد آتا تھا تو آپ اپنے کپڑوں میں سے سب سے اچھا کپڑا زیب تن فرماتے تھے، اور اپنے صحابہ کو بھی اس کا حکم دیتے تھے، تاکہ ذوق سلیم رکھنے والی طبیعت پر خوشگوار اثرات مرتب ہوں، چنانچہ صحابہ کرام، تابعین عظام، اولیاء کرم نے اس چیز کو سمجھا اور اس پر عمل کیا، لیکن ہاں ظاہری ہیئت کو بنانے اور سنوارنے میں غلو اور فضول خرچی سے بچا جائے تاکہ لوگ کبر وغرور کا بے جا الزام نہ عائد کریں۔ حدیث شریف میں اس سے منع کیا گیا ہے، کبھی کبھی لوگ اپنی پہچان اور شناخت کے لئے لباس زیب تن کرتے ہیں تاکہ لوگ اسے دیکھ کر زاہد اور متقی خیال کریں اور اس کے ذریعہ شہرت بھی حاصل ہو، اس طرح کے لباس پہننے کو بزرگوں نے ناپسند کیا، اسی طرح بال کا بکھرا ہوا ہونا انسانی عظمت ووقار کے خلاف تو ہے ہی زینت وآرائش کے بھی منافی ہے، بے ترتیب بالوں کو ترشوایئے اور اپنی ظاہری ہیئت کو خوشنما بنایئے، اسی لئے مذکورہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کو تنبیہ فرمائی کہ پراگندہ اور بکھرے بالوں کو درست کرلو تاکہ دیکھنے والوں کی نظر میں باوقار معلوم ہو۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

نیت تھی عصر کی اور زبان سے مغرب کی نماز کا لفظ نکل گیا

ایک شخص عصر کے وقت نمازِ عصر کی ادائیگی کی نیت سے کھڑا ہوا؛ لیکن تکبیر تحریمہ سے قبل غلطی سے اس کی زبان سے مغرب کی نماز کا لفظ نکل گیا، تحریمہ کے بعد جب وہ ہاتھ باندھ لیا تو متنبہ ہوا، ایسی صورت میں وہ کیا کرے، کیا نماز توڑ کر پھر سے تحریمہ کہے یا اسی تحریمہ پر اپنی نماز مکمل کرلے۔

الجواب ــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں، اور نماز کی صحت کے لئے اسی کا اعتبار ہے، زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں ہے، لہذا صورت مسئولہ میں جب شخص مذکور عصر کے وقت نماز عصر کی ادائیگی کی نیت سے کھڑا ہوا لیکن غلطی سے اس کی زبان سے مغرب کا لفظ نکل گیا تو شرعا اس کا اعتبار نہیں ہوگا، بلکہ دل کی نیت کا اعتبار کرتے ہوئے اس کی نماز صحیح ودرست ہوگی، لہذا نماز توڑ کر پھر سے شروع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

والمعتبر فیھا عمل القلب اللازم للارادۃ فلاعبرۃ للذکر باللسان ان خالف القلب لانہ کلام لانیۃ (الدرالمختار علی صدرردالمحتار ۲/۹۱، باب شروط الصلوۃ)

مقتدی کا امام کے رکوع سے اٹھتے وقت رکوع میں شامل ہونا

امام صاحب رکوع میں تھے ایک شخص آیا، اور تکبیر تحریمہ کے بعد رکوع میں جیسے ہی گیا امام صاحب رکوع سے اٹھ گئے، اب سوال یہ ہے کہ وہ شخص اس رکعت کو پانے والا سمجھا جائے گا یا نہیں، جب کہ رکوع میں ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم پورا کہنے کا موقع نہیں ملا۔

الجواب ــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

امام صاحب کے ساتھ رکوع میں کچھ بھی شمولیت رکوع پانے کے لئے کافی ہے، لہذا صورت مسئولہ میں جب شخص مذکور امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوگیا، خواہ اس کی مقدار ایک تسبیح سے کم ہی ہو پھر بھی وہ اس رکعت کو پانے والا سمجھا جائے گا۔

لان الشرط المشارکۃ فی جزء من الرکوع وان قل، والحاصل انہ اذا وصل الی حد الرکوع قبل ان یخرج الامام من حد الرکوع فقد ادرک معہ الرکعۃ والافلا (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ۲۴۷)

البتہ اگر امام رکوع سے اٹھ رہا ہو اور اسی حالت میں مقتدی شامل ہوا تو ایسی صورت میں وہ اس رکعت کو پانے والا نہیں سمجھا جائے گا، امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت پوری کرنی ہوگی۔

(اولم یقف بل انحط بمجرد احرامہ فرفع الامام راسہ) بحیث لم تتحقق مشارکتہ لہ فیہ فانہ یصح اقتداؤہ ولکنہ لم یدرک الرکعۃ حیث لم یدرکہ فی جزء من الرکوع قبل رفع راسہ منہ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ۲۴۷)

امام کے سلام پھیرنے کے وقت اقتدا

ایک شخص نماز میں اس وقت آیا جب امام آخری رکعت کے قعدہ میں تھا، وہ شخص تکبیر تحریمہ کہا ہی تھا اور قعدہ میں جانا ہی چاہتا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا، اب وہ شخص کیا کرے؟

الجواب ــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صحت اقتداء کے لئے بہ نیت اقتدا تکبیر تحریمہ کہہ لینا کافی ہے، لہذا صورت مسئولہ میں جب شخص مذکور نے امام کے ساتھ نماز میں شامل ہونے کے لئے امام کے سلام پھیرنے سے پہلے تکبیر تحریمہ کہہ لیا تو اقتدا صحیح ہوگئی، اب اسی تحریمہ سے مسبوق کی طرح نماز مکمل کرلے، نیت توڑ کر پھر سے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وینبغی للمسبوق ان یشرع مع الامام فی ای ادرکہ فیکبر قائما ثم یشارکہ فی الفعل الذی ھو فیہ (حلبی کبیر ۵۱۰)

مسبوق باقی رکعت پوری کرنے کئے لئے کب کھڑا ہو

مسبوق اپنی فوت شدہ رکعت پوری کرنے کے لئے کب کھڑا ہو، پہلے سلام کے بعد یا دوسرے سلام کے بعد۔ اور فوت شدہ رکعت کے شروع میں ثنا پڑھے گا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

۱۔ مسبوق کو فوت شدہ رکعت پوری کرنے کے لئے امام کے دوسرے سلام کے بعد کھڑا ہونا چاہئے، کیونکہ دوسرے سلام کے بعد عام طور سے اس بات کا یقین ہوجاتا ہے کہ امام نماز سے فارغ ہوچکا ہے اور اس کے ذمہ کچھ باقی نہیں ہے۔ ومن احکامہ أنہ لایقوم الی القضاء قبل التسلیمتین بل ینتظر فراغ الامام بعد ھما لاحتمال سھو علی الامام فیصیر حتی یفھم أنہ لا سھو علیہ (البحرالرائق ۱/۶۶۱، بتاب الحدث فی الصلوۃ)

۲. فوت شدہ رکعت پوری کرنے میں مسبوق کی حیثیت منفرد کی ہے اور قرأت کے حق میں اس کی نماز ابتدا کے درجہ میں ہے، لہذا باقی رکعت مکمل کرتے وقت ثنا بھی پڑھے گا۔

والمسبوق من سبقہ الامام بھا او ببعضھا وھو منفرد حتی یثنی ویتعوذ ویقرأ (الدرالمختار علی صدرردالمحتار ج۲ ص ۲۴۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان
ہفتہ وار نقیب
پھلواری شریف

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 46 مورخہ ۷ر ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۳ر نومبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

ایک ملک ـــ دو طریقۂ کار

کشمیر میں دفعہ ۳۷۰ر کی منسوخی کے بعد وزیر اعظم نریندر مودی نے ۱۵ر اگست کو لال قلعہ کی فصیل سے اپنی تقریر میں فخر سے کہا تھا کہ حکومت نے آخر کار ''ایک ملک، ایک آئین'' کا خواب پورا کر دیا ہے۔

دفعہ ۳۷۰ر کے تحت کشمیریوں کو جو خصوصی اختیارات حاصل تھے، وہ ۱۹۶۰ء کے بعد سے محض علامتی رہ گئے تھے، ان چیزوں میں ریاست کا ایک علاحدہ جھنڈا اور ایک کاغذی دستور تھا، جس کی عملاً کوئی حیثیت باقی نہیں رہ گئی تھی، ۱۹۵۲ء میں آئین ساز اسمبلی نے سرخ رنگ کے کشمیری جھنڈے کی منظوری دی تھی، جس پر سفید رنگ میں تین عمودی لکیریں تھیں، اور درمیان میں سفید رنگ سے پہاڑ کی علامت بنائی گئی تھی، یہ تین عمودی لکیریں کشمیر کے تین علاقے؛ جموں، کشمیر اور لداخ حلقوں کی نمائندگی کرتی تھیں، کاغذی دستور کے نام پر ریاست کے تعزیراتی دفعات بچ گئے تھے، جو ۱۸۴۶ء سے کشمیر میں رائج تھے اور آرٹیکل 35A تھا جس کے ذریعہ ریاست کے باہر کے لوگ کشمیر میں زمین کی خریداری نہیں کر سکتے تھے اور جس میں ریاست کے باشیوں کو ملازمت میں ترجیح کی یقین دہانی کرائی گئی تھی، ان دونوں دفعات کو ختم کر کے حکومت ہند نے آر ایس ایس کے دیرینہ مطالبہ کو پورا کر دیا، جو وہ ۱۹۵۰ء سے کرتی آئی تھی، مرکز کے زیر انتظام تین حصوں میں جموں وکشمیر کو تقسیم کرنے کا مطالبہ بھی اسی تنظیم کا تھا، مرکزی حکومت نے آر ایس ایس کے ایجنڈے کو روبہ عمل لانے کا جو عزم کر رکھا ہے، ۳۷۰ر کی منسوخی دراصل اسی کا حصہ ہے۔

جن لوگوں کی ہندوستانی دستور وقوانین پر نظر ہے، وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ دستور کی دفعہ ۳۷۱ر میں وہی کچھ موجود ہے جو ۳۷۰ر میں ہے، ملک کی مختلف ریاستوں؛ خاص کر ہماچل پردیش، اترا کھنڈ اور پنجاب کے ساتھ شمال مشرق کی سات ریاستوں؛ آسام، اروناچل پردیش، میگھالیہ، میزورم، منی پور، تری پورہ اور ناگالینڈ (جنہیں سیون سسٹرس اسٹیٹ آف نارتھیسٹ انڈیا یعنی ''شمال مشرق کی سات بہنیں'' کے نام سے جانا جاتا ہے) میں بھی زمین کی خریداری باہر کے لوگ نہیں کر سکتے، خود جھارکھنڈ کا بڑا حصہ وہ ہے، جہاں ریاست کے اندر کا بھی غیر آدی واسی باشندہ آدی واسیوں کی زمین نہیں خرید سکتا، آدی واسیوں کو رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ دان پتر یالیز کے ذریعہ زمین منتقل کرتے ہیں، اور اس کی شرائط بھی انتہائی سخت ہیں۔ اس کے علاوہ دفعہ ۳۷۱ر کے تحت مہاراشٹر، گجرات، کرناٹک، آندھرا پردیش، تیلنگانہ، آسام، اروناچل پردیش اور سکم کو دفعہ ۳۷۱ر کے مختلف شق کے ذریعہ خصوصی اختیارات دیے گئے ہیں، سکم کے بارے میں ۳۷۱ر الف میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ ''کسی بھی تنازعہ یا کسی دوسرے معاملہ میں جو سکم سے جڑے کسی سمجھوتے، انگیجمنٹ، ٹریٹی یا ایسے کسی انسٹرومنٹ کے سبب پیدا ہوا ہو، اس میں نہ ہی سپریم کورٹ اور نہ ہی کسی اور کورٹ کا حلقۂ اختیار ہوگا۔'' لیکن مرکزی حکومت ایک ملک، ایک آئین کے تحت دفعہ ۳۷۱ر ختم کرنے کی ہمت نہیں جٹا پا رہی، بلکہ اس نے بار بار اعلان کیا ہے کہ دفعہ ۳۷۱ر پر ہاتھ ڈالنے کا حکومت کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

شمال مشرقی ریاستوں میں سب سے اہم معاملہ ناگالینڈ کا ہے، اس نے ہندوستانی حکومت کے خلاف اعلان بغاوت کر رکھا ہے، وہ اپنا یوم آزادی ۱۴ر اگست کو مناتا ہے، انگریزی اخبار 'دی ہندو' کی خبر کے مطابق ناگا اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے ۱۴ر اگست ۲۰۱۹ء کو میانمار کے ساتھ ناگا آبادی والے حلقے میں تہترواں ناگا یوم آزادی منایا اور ناگا پرچم لہرایا۔ اس کا کہنا ہے کہ ناگالینڈ پر ہندوستان نے ۱۹۴۷ء میں زبردستی قبضہ کر لیا تھا۔ ناگا باغی مسلسل ناگالینڈ کے لیے الگ دستور، الگ پرچم، الگ پاسپورٹ، اقوام متحدہ میں آزادانہ نمائندگی اور ناگاؤں کی الگ کرنسی کے مطالبہ پر اڑے رہے ہیں، ناگالینڈ کے الگ جھنڈے کی تصویریں سوشل میڈیا پر وائرل ہوتی رہی ہیں۔ ان تمام کے باوجود مرکزی حکومت نے ان کی بہت ساری مانگوں (مثلاً الگ جھنڈا اور انٹر اسٹیٹ پرمٹ وغیرہ) کو اندرون خانہ ایک معاہدہ کے تحت تسلیم کر لیا ہے، حالانکہ ابھی تک حکومت نے آفیشیل طور پر ایسے کسی معاہدہ کی توثیق نہیں کی ہے۔ ناگاؤں کی تنظیم این ایس سی ایم آئی ایم کے نیتاؤں کے ساتھ ماضی میں وزیر اعظم نریندر مودی، سابق وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ، ملک کے سلامتی امور کے مشیر اجیت ڈوبھال ایک اسٹیج پر دیکھے گئے، خبر یہ بھی آئی کہ جلد ہی ناگاؤں سے پکا سمجھوتہ کر لیا جائے گا، ایسا ناگاؤں کے ساتھ امن سمجھوتے کی ثالثی کرنے والے سابق انٹلی جنس افسر آر این راوی کا کہنا ہے۔

اس طرح دیکھا جائے تو وزیر اعظم کا ایک ملک، ایک قانون کے خواب کی تکمیل کا اعلان محض جملہ بازی ہے، جب تک ۳۷۰ر کے ساتھ ساتھ شمال مشرقی ریاستوں سے ۳۷۱ر دفعہ ختم نہیں ہوتی یہ خواب پورا نہیں ہو سکتا، ناگاؤں کے ساتھ الگ جھنڈے اور دوسری باتوں کو مان کر کوئی سمجھوتا ہوا ہے یا آئندہ ہوتا ہے تو یہ ملک کے لیے نقصان دہ ہوگا، اس سے علاحدگی پسندی کے جذبے کو فروغ ملے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ بی جے پی اور آر ایس ایس کو ملک کی ایکتا اور اکھنڈتا کی فکر نہیں ہے بلکہ کشمیری مسلمانوں کو مل رہے خصوصی اختیارات ان کی آنکھوں میں چبھ رہے تھے، اسی لیے دفعہ ۳۷۰ر اور ۳۵ر اے کو ختم کیا گیا۔

علماء کونسل سعودی عرب کا فیصلہ

سعودی عرب میں علماء کی ایک کونسل ہے جو کبائر علماء کونسل کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے، ابھی حال ہی میں اس نے الاخوان المسلمون کو اپنے خیال کے مطابق ریاستی حکام کے ساتھ جھگڑے، حکام کے خلاف بغاوت، مختلف ملکوں میں فتنہ انگیزی، پر امن بقائے باہم کے ماحول کو خراب کرنے، دین کی آڑ میں فتنہ انگیزی، تفرقہ بازی، تشدد کے کام میں ملوث ہونے جیسے درجنوں الزامات لگا کر دہشت گرد قرار دے دیا ہے، اور اس طرح سعودی عرب میں مغربی ممالک اور بہت سارے عرب ممالک کو خوش کرنے کی جو مہم سعودی عرب نے شروع کر رکھی ہے، اس میں ایک اور باب کا اضافہ ہو گیا ہے۔

الاخوان المسلمون ایک دینی، سیاسی تنظیم ہے، جسے حسن احمد عبد الرحمٰن محمد البنا الساعاتی (آمد: ۱۴ر اکتوبر ۱۹۰۶ء، رفت: ۱۲ر فروری ۱۹۴۹ء) نے ۱۹۲۸ء میں مذہبی اعمال وعقائد کی اصلاح کے لیے قائم کیا تھا، یوں تو تحریک کا آغاز ۱۹۲۳ء سے ہی ہو گیا تھا، لیکن باضابطہ اور باقاعدہ شکل ۱۹۲۸ء میں دی گئی، اپنے اعلیٰ مقاصد اور کارکنان کی جدوجہد سے اس نے مصر کے علاوہ دوسرے عرب ممالک میں بھی اپنا اثر ورسوخ قائم کر لیا اور شام، یمن، اردن، قطر، کویت، ایران اور متحدہ عرب امارات سمیت خلیج کے کئی ممالک میں اس تنظیم کی مضبوط شاخیں قائم ہو گئیں۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر اس کے اراکین تعداد بیس لاکھ سے زائد تھے۔

اس تنظیم نے ''اسلام ہی حل ہے'' اور اسلامی بھائی چارے کے نعروں کے ساتھ کام شروع کیا جو عرب نوجوانوں میں کافی مقبول ہوا، کامل اسلام، مکمل مسلمان کے نظریہ نے اسے دین کے مختلف شعبوں میں بھی آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا، اور جب عرب قومیت کا نعرہ عرب حکمرانوں میں زیادہ مقبول ہونے لگا تو اخوانیوں نے سیاست میں بھی قدم رکھا اور اسے اسلامی جہت ورخ دینے کی کوشش شروع کی، اس نے مصر کے فوجی انقلاب میں حصہ لیا، جنرل نجیب اور جنرل جمال عبد الناصر کی خارجہ پالیسی کی مخالفت کے نتیجے میں اخوانیوں کو سخت ابتلاء وآزمائش کے دور سے گذرنا پڑا، بانی حسن البنا، سید قطب شہید، زینب الغزالی وغیرہ کے ساتھ ہزاروں اخوانی ارکان حکومت کے جبر واستبداد کی قربان گاہ پر قربان ہو گئے، لیکن وہ اپنے ہدف سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہوئے، عرب تو اس تنظیم کو خالص سیاسی تنظیم قرار دے کر ختم کرنے کے درپے پہلے ہی سے تھے، اب کبار علماء کونسل نے بھی دہشت گرد قرار دے کر اسی پر اپنی مہر لگا دیا ہے، کونسل کی طرف سے لگائے گئے الزامات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ خالص سیاسی ہے، الاخوان المسلمون نے ہر دور میں حق کی آواز بلند کی ہے، اور جرأت وعزیمت کے ساتھ کام کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی علماء سے الاخوان المسلمون کے تعلقات ہر دور میں استوار رہے اور کئی بڑے علماء سے اس تنظیم کی تعریف وتوصیف کتابوں میں مرقوم ہے، ایسے میں اسے دہشت گرد قرار دینا اسلام دشمن طاقتوں کے ہاتھوں کو مضبوط کرنا ہے، اور بد قسمتی سے یہ کام سعودی عرب کے کبار علماء کونسل کی طرف سے کیا جا رہا ہے، جو انتہائی قابل افسوس ہے۔

بیٹیاں محفوظ نہیں

حکومت ہند کا ایک نعرہ ''بیٹی بچاؤ'' کا بھی ہے، یہ صرف دوسرے سیاسی نعروں کی طرح ایک نعرہ بن گیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ بیٹیاں ہندوستان میں محفوظ نہیں ہیں۔ ان کی عزت وآبرو کے ساتھ کھلواڑ کے ساتھ ساتھ انہیں ہوس پوری نہیں ہونے پر یا ہوس پوری کر لینے کے بعد مار ڈالنے کے واقعات کثرت سے ہو رہے ہیں۔

تازہ واقعہ رسول پور حبیب گاؤں کا ہے، جو ویشالی ضلع کے دیسری تھانہ کے تحت آتا ہے، یہاں مختار احمد کی بیس (۲۰) سالہ بیٹی گلناز خاتون کو ستیش کمار، سکل دیو اور چندن کمار نے مٹی کا تیل ڈال کر ۳۰ر اکتوبر ۲۰۲۰ء کو شام کے پانچ بجے جب وہ کوڑا پھینکنے کے لئے باہر نکلی تھی زندہ جلا ڈالا، اس کا قصور یہ تھا کہ اس نے ستیش کمار سے شادی کرنے اور گھر سے بھاگ چلنے سے انکار کر دیا تھا، گلناز کہتی تھی کہ تم میرے مذہب کے نہیں ہو، مجھے اللہ کو بھی منہ دکھانا ہے، اس لیے میں یہ رشتہ نہیں کر سکتی، یہ حادثہ جہاں پر رونما ہوا اس کے سو قدم کے فاصلے پر او، پی اور ساٹھ قدم کے فاصلے پر مجرموں کا گھر ہے، گلناز کا گھر جہاں پر ہے وہاں پر صرف چار پانچ مسلمانوں کا گھر ہے، بقیہ سب ایک خاص ذات سے تعلق رکھنے والے برادران وطن ہیں، گلناز کے والد تین سال قبل انتقال کر چکے ہیں، اس کی ماں سمنا خاتون کپڑے سی کر گھر کا خرچ چلاتی ہے، واقعہ کے بعد نوے فیصد جلی ہوئی حالت میں اس کا علاج ویشالی کے ایک ہوسپٹل میں کرایا جانے لگا، لیکن حالت میں سدھار نہیں ہوا تو اسے ۷ر نومبر کو پی ایم سی ایچ منتقل کیا گیا، جہاں ۱۵ر نومبر ۲۰۲۰ء کو رات کے ساڑھے بارہ بجے اس نے آخری سانس لی۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حادثہ کے دن ہی نامزد ملزمین کی گرفتاری عمل میں آتی اور اس پر مقدمہ چلایا جاتا، لیکن انتخاب کی ہمہ ہمی میں سرکار کے لیے یہ ممکن نہیں ہوا کہ اس دردناک سانحے پر مضبوط قدم اٹھائے، پولیس اور نیم فوجی جوانوں کو گاڑیوں کی چیکنگ اور روپئے کی برآمدگی کی مہم سے فرصت نہیں تھی کہ وہ اس طرف توجہ دیتے، ویشالی ایس پی منیش کمار نے پریس کو بیان دیتے ہوئے اس بات کا اقرار کیا کہ الیکشن تھا جس کی وجہ سے کچھ تاخیر ہوئی۔ اس معاملہ میں تین لوگوں پر مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ گلناز کے جلائے جانے کے ۱۷ر دنوں بعد بھی ملزمین جیل کی سلاخوں کے پیچھے نہیں جا سکے، سترہ دنوں بعد پولیس نے ایک ملزم چندن کمار کو گرفتار کیا ہے، بقیہ ملزمین ابھی بھی فرار ہیں، تھانہ انچارج کو معطل کر کے عوامی غم وغصہ کو دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے، خبر یہ بھی آ رہی ہے کہ چندن کمار کی گرفتاری کے بعد دوسرے ملزمین کی جانب سے مرحومہ کی بہن کو دھمکی دی جا رہی ہے کہ وہ پولیس کے پاس کیوں گئی اور اس کو بھی اس کی بہن کی طرح زندہ جلا دیا جائے گا۔

اس روح فرسا واقعہ کے خلاف مختلف اضلاع میں احتجاج ومظاہرے ہو رہے ہیں اور ہو سکتا ہے عوامی سطح پر معاملہ طول پکڑے، قبل اس کے کہ بڑے پیمانے پر عوامی احتجاج شروع ہو پولیس محکمہ کو سرگرم ہو کر سبھی نامزد مجرموں کو پکڑنا چاہئے، اور ''بیٹی بچاؤ'' کے نعرے کو زمین پر اتارنے کے لیے مضبوط منصوبہ بندی کرنی چاہئے، تا کہ آئندہ اس قسم کے واقعات رونما نہ ہوں۔ کام مشکل ضرور ہے، ناممکن نہیں۔

یادوں کے چراغ

مولانا حسن الہاشمی

مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

رسالہ ''تجلی'' دیوبند، ''اجتماع''، ''شریک حیات'' کے سابق مدیر، ''طلسماتی دنیا'' کے مدیر، نامور عامل، ممتاز مصنف، ادارۂ خدمت خلق کے بانی وناظم جناب مولانا حسن الہاشمی دیوبندی کا ۴/نومبر ۲۰۲۰ء کی شب ساڑھے آٹھ بجے انتقال ہوگیا، ان کی عمر اکہتر (۷۱) سال تھی۔ نمونیہ اور پھیپھڑوں میں کف جمنے کی وجہ سے دل نے کام کرنا بند کردیا تھا، چنانچہ مظفرنگر اسپتال سے لوٹتے ہوئے راستے میں جان جان آفریں کے سپرد کردی، انا للہ وانا الیہ راجعون! جنازہ دوسرے دن ۱۰/بجے اٹھا، مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور مزار قاسمی میں تدفین عمل میں آئی، پسماندگان میں تین لڑکے، چار لڑکیوں اور اہلیہ کو چھوڑا، لڑکیوں کی شادی ہوگئی ہے، دولڑکے ابھی ناکتخدا ہیں۔

مولانا حسن الہاشمی کے والد کا نام محمد ہاشم ہے، اسی نسبت سے مولانا اپنے کو حسن الہاشمی لکھا کرتے تھے۔ ۱۰/اپریل ۱۹۴۹ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے، جہاں ان کے والدین قیام پذیر تھے، نو سال کی عمر میں یکے بعد دیگرے والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا، حالات نے میرٹھ سے دیوبند نقل مکانی پر مجبور کردیا، مولانا عامر عثمانی (متوفی ۱۹۷۵ء) سے دور کی رشتہ داری تھی، چنانچہ سب بھائی بہن کی پرورش وپرداخت مولانا عامر عثمانی صاحب کے یہاں ہوئی۔ از اول تا آخر تعلیم دارالعلوم دیوبند میں پائی، ان کے حفظ قرآن کے استاذ قاری کامل صاحب تھے، علوم متداولہ کی تکمیل کے بعد ۱۹۷۴ء میں سند فراغ حاصل کیا، فراغت کے بعد نگینہ، ضلع بجنور کے ایک مدرسہ میں صدر مدرس ہوکر چلے گئے، وہاں ان کے ذمہ شرح جامی اور مشکوٰۃ شریف کا درس متعلق تھا، اسی سال مولانا عامر عثمانیؒ کی صاحب زادی سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے، صرف چھ ماہ بعد مولانا عامر عثمانیؒ کا پونے کے ایک مشاعرہ میں انتقال ہوگیا، تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا، مولانا عامر عثمانیؒ نے کبھی ان کی تعلیم وتربیت اور ضروریات کا خیال رکھا تھا، اب مولانا کے بچوں کی دیکھ بھال، تعلیم وتربیت کا مسئلہ تھا، چنانچہ مولانا حسن الہاشمی نے اپنی خوشدامن کی تجویز پر نگینہ، بجنور کو خیرباد کہہ دیا اور مستقل دیوبند میں سکونت اختیار کرلی اور مولانا عامر عثمانیؒ کے مشہور زمانہ رسالہ ''تجلی'' کو نکالنا شروع کیا۔

مولانا حسن الہاشمی کا نام علمی دنیا میں مولانا عامر عثمانیؒ کے انتقال کے بعد سامنے آیا، جب انہوں نے تجلی کے مدیر کی حیثیت سے کام شروع کیا، اس زمانہ میں وہ حسن احمد صدیقی ہوا کرتے تھے، انہوں نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ وہ تجلی کے معیار کو باقی رکھ سکیں، لیکن مولانا عامر عثمانی کے انداز میں 'احوال واقعی'، 'کھرے کھوٹے'، تجلی کی ڈاک' اور 'مسجد سے مے خانے تک' لکھنا آسان نہیں تھا۔ عامر عثمانی جو اپنے افکار ونظریات کے خلاف لکھنے والوں کا تعاقب کیا کرتے تھے، اس کے لیے زبان وقلم ہی نہیں علم بھی وافر مقدار میں چاہئے تھا، تجلی کے تبصرے ماہر القادری کے تبصروں سے کم نہیں ہوا کرتے تھے، تجلی کے قاری جو عامر عثمانی کی تحریروں کے عادی تھے، مولانا حسن احمد صدیقی کی تحریروں کو وہ وقعت نہ دے سکے، جس کی وہ مستحق تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تجلی مولانا عامر عثمانی کے انتقال کے بعد صرف چھ سال زندہ رہ سکا، ان چھ سالوں میں مولانا حسن نے تجلی کا مولانا عامر عثمانی نمبر نکال ڈالا، لیکن حالات نے ساتھ نہیں دیا اور تجلی کو بند کرنا پڑا، ۱۹۷۸ء میں دیوبند ہی سے اردو ہفتہ وار اخبار 'اجتماع' کے نام سے جاری کیا، لیکن ۱۹۸۳ء میں وہ بھی حالات کے تھپیڑے برداشت نہیں کرسکا اور اپنی موت مرگیا، اس کے بعد ۱۹۹۴ء میں انہوں نے طلسماتی دنیا نکالنا شروع کیا، یہ ایک عجیب وغریب رسالہ تھا، جس میں جنات وآسیب اور عملیات کے حوالہ سے بڑا مواد ہوا کرتا تھا، بڑا حصہ وہ خود لکھا کرتے تھے، اس پرچہ نے ایک بڑے طبقہ میں تجلی کی طرح ہی مقبولیت حاصل کرلی، اور اس کی وجہ سے مولانا کی اقتصادیات کافی مضبوط ہوگئی، مولانا خود بڑے عامل تھے، عملیات کی تعلیم انہوں نے مولانا ظہیر صاحب سے پائی تھی، اور وہ اس کا پورا مصرف لیتے تھے، دولت کی ریل پیل ہوئی تو سخاوت نے زور مارا، چنانچہ ان کے گھر کے دروازے غریبوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کے لیے ہر وقت کھلے رہتے تھے، وہ تواضع، انکساری کے ساتھ سب کی مدد کرتے، پہلے یہ کام انفرادی طور پر کرتے رہے، پھر ۱۹۸۰ء میں ادارہ خدمت خلق قائم کیا، ۱۹۸۴ء میں اس کا رجسٹریشن سرکار سے کروایا، بیت المال کھولا، شفاخانے کھولے، راحت رسانی اور رفاہ کے بہت سارے کام ان کے دم قدم سے ہوا کرتے تھے۔ منگلور میں ان کا کھولا ہوا شفاخانہ آج بھی چل رہا ہے، وہ کم وبیش اٹھارہ طبی مراکز کے صدر بھی تھے۔

مولانا حسن الہاشمی کا قلم بڑا سیال تھا، انہوں نے خوب لکھا، ان کے قلم کی حکمرانی شاعری، ناول اور افسانے تک پھیلی ہوئی تھی، شاعری میں آپ کا تخلص واصل شفائی تھا، ان کا ایک شعر بطور نمونہ درج ہے:

تکمیل پارہا ہے بتدریج میرا فن ☆☆ ہوتا ہے ماہتاب بھی کامل ذرا ذرا

ان کی شاعری کے مجموعے تو چھپے نہیں، لیکن ان کے وارثوں کے پاس قلمی محفوظ ہیں، ان کا ایک ناول 'پتھر اور پائل' بھی ادبی دنیا میں خاصہ مقبول ہوا تھا، ان کے مضامین ۱۹۶۶ء سے رگ سنگ، بنت حوا، بڑھتے قدم اور قومی آواز میں مسلسل شائع ہونے لگے تھے۔ لیکن ان کے قلم کی جولانی اور ان کی مقبولیت کا راز طلسماتی دنیا میں تھا، وہ لوگ جو دیوبند اور علماء دیوبند کو بُرا بھلا کہتے نہیں تھکتے، ان کے یہاں طلسماتی دنیا کی خوب پیٹھ تھی، اور کاغذ میں لپیٹ لپیٹ کر اسے اپنے سفر میں ساتھ رکھا کرتے تھے، انہوں نے پچاس سال سے زیادہ لوح وقلم کی پرورش کی، تیس سے زیادہ کتابیں منظر عام پر آئیں، اور کم وبیش اتنی ہی کتابیں منتظر طباعت ہیں، طلسماتی دنیا کے مضامین کو یکجا کردیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں اس کی بھی تیار ہوجائیں گی۔

مولانا حسن الہاشمی اکابر دیوبند سے خاص تعلق رکھتے تھے، ان کی اولاد واحفاد سے بھی اس تعلق کا پاس ولحاظ رکھتے اور برتا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کے انتقال کی خبر سنتے ہی دیوبند کے تمام مدارس کے ذمہ داران کی تعزیت کے لیے گھر پہونچے اور کوئی قابل ذکر عالم، سیاسی اور سماجی شخصیت باقی نہیں رہی، جس نے ان کی جدائی کا غم محسوس نہ کیا ہو۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور سیات سے درگذر فرمائے، بڑی خوبیاں تھی مرنے والے میں!

حرف چند

وہ یاد رہیں گے

ایڈیٹر کے قلم سے

مولانا محمد خالد صدیقی (ولادت ۱۹۶۹ء) جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء نیپال وناظم دارالتعلیم والتربیۃ رمولی، سرہا، نیپال اچھے منتظم، بہتر معلم اور نامور خطیب ہیں، ان کی خدمات کا دائرہ وسیع ہے، ملت کے مسائل پر عموماً اور سیاست کے رموز ونکات پر مملکت نیپال کے تناظر میں خصوصاً ان کا مطالعہ اور مشاہدہ قابل تعریف ہے، تدریس، تعلیم، تنظیم اور سیاست سے ان کی وابستگی گہری اور مضبوط ہے، وہ مدھیشی تحریک کے اہم ترین رکن ہیں اور مسلم آئینی حقوق کی حصولیابی کے لیے وہ نیپال میں سرگرم عمل رہے ہیں، مرکزی حج کمیٹی نیپال کے رکن اور وسائل زراعت کمیٹی کے صدر کی حیثیت سے بھی ان کی خدمات قابل ذکر ہیں۔

ان تمام تر مصروفیات ومشغولیات کے باوجود وہ تصنیف وتالیف کے لیے بھی وقت نکال لیتے ہیں، ان کی تصنیفات میں فقہی قواعد، حیلہ کی شرعی حیثیت، بچوں کی تربیت، قادیانیت ایک نظر میں اور سورہ بقرہ کا نیپالی ترجمہ مشہور ومعروف ہے۔ اللہ رب العزت نے انہیں ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کا بھی خاص ملکہ عطا فرمایا ہے، انہوں نے ڈاکٹر علی محی الدین قرہ داغی کی کتاب ''**یوسف علیه السلام قدوة المسلمين في ديار غيرهم**'' کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے بہت سارے مضامین ومقالات منتظر اشاعت ہیں۔

اس وقت میرے سامنے مولاا کی کتاب ''وہ یاد رہیں گے'' موجود ہے، جس میں مولانا نے ہندوستان کے اکابر علماء؛ فقیہ ملت مولانا زبیر احمد قاسمیؒ، نامور قاضی مولانا محمد قاسم مظفر پوری، مولانا وصی احمد صدیقی، مولانا امین عثمانی ندوی اور نیپال کے تین بڑے علماء مولانا عبدالسمیع قمر، مولانا عبدالحمید اور مولانا مبارک حسین ندوی رحمہم اللہ کی وفات حسرت آیات پر اپنے تاثرات قلم بند فرمائے ہیں، یہ تاثراتی مضامین دراصل خاکے ہیں، جس میں مولانا موصوف نے ان حضرات کے امتیازات وخصوصیات نیز ان کی علمی، ملی اور سماجی خدمات کے حوالہ سے تفصیلی گفتگو کی ہے، ان خاکوں میں سے بعض میں مولانا کی مرقع اور ماجرا نگاری کے عمدہ نمونے ملتے ہیں، ان خاکوں کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں سوانحی احوال وکوائف کو بھی جگہ دی گئی ہے، حالانکہ اساطین ادب خاکوں میں سوانحی احوال وکوائف کے ذکر سے گریز کرتے ہیں، پہلی بار مظہر امام نے خاکوں میں سوانحی احوال کو شامل کرنے کی طرح ڈالی، بعد کے دنوں میں جو خاکے میں نے لکھے اور جو یادوں کے چراغ کے نام سے کئی جلدوں میں شائع ہوئے ہیں، ان میں سوانحی اور حیاتیاتی باتوں کو خاص طور پر شامل کرکے اس روایت کو آگے بڑھایا گیا ہے۔ اور اب مولانا محمد خالد صدیقی نے اس تجربہ کو تسلسل عطا کیا ہے۔

ان اکابر کے تذکروں کو پڑھنے سے خود مصنف کی زندگی کے کئی گوشے ہمارے سامنے آتے ہیں، گو یہ مقصود نہیں ہیں، لیکن پھول کی پنکھڑیوں سے نکلنے والی بھینی بھینی خوشبو مقصود ہو یا نہ ہو، مشام جاں کو معطر کرتی ہے۔ مولانا نے ان خاکوں میں زبان صاف، سادہ اور شستہ استعمال کیا ہے، جس کی وجہ سے قاری کی رسائی معنی ومفہوم تک آسانی سے ہوجاتی ہے، ان خاکوں میں مولانا نے جو اسلوب اختیار کیا ہے، وہ سہل نہیں آسان ہے۔

میں مولانا کو اس کتاب کی تصنیف پر مبارکباد دیتا ہوں اور قبول عام وتام کی دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں، آمین یا رب العالمین و صلى الله على النبي الكريم و على اله و صحبه اجمعين.

دین اسلام اور اس کے پیغامات

کتابوں کی دنیا

مولانا مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی

ڈاکٹر محمد مظہر حسین سابق پلاننگ آفیسر پٹنہ یونیورسٹی کا مطالعہ اسلامی افکار وعقائد کے اعتبار سے اچھا ہے، ان کی کئی کتابیں منظر عام پر آکر مقبول ہوچکی ہیں، انہوں نے مختصر اسلامی تاریخ کو سوال وجواب کی صورت میں مرتب کرکے اسلامی معلومت کے لیے ایک اچھی کتاب تیار کی، انہوں نے سماجی، فلاحی، تعلیمی اور اسلامی موضوعات پر جو مضامین ومقالات لکھے تھے، اسے فلاح دارین کے نام سے چھپوایا، حج تمتع کے نام سے بھی ان کی ایک کتاب موجود ہے اور چونکہ ہندوستانی عازمین حج عام طور سے حج تمتع کرتے ہیں، اس لیے یہ کتاب بھی مقبول ہوئی۔

ابھی حال ہی میں ڈاکٹر صاحب کی تین اور کتابیں سامنے آئی ہیں: دین اسلام اور اس کے پیغامات، ادوار فتن، یہ دونوں کتابیں اردو میں ہیں Islam and Its Message انگریزی زبان میں دین اسلام اور اس کے پیغامات کا ترجمہ ہے۔ ادوار فتن میں چند فتنوں کا جائزہ لیا گیا، جو ان دنوں نئی نسلوں کے اسلام وعقائد کے لیے آزمائش بنے ہوئے ہیں، تاریخی تسلسل قائم رہے، اس خیال سے پرانے فتنوں کو بھی اس کتاب میں جگہ دی گئی ہے، بات درمیان نبوت سے شروع ہوکر منافق کی نشانیاں، فتنۂ ارتداد، فتنۂ خوارج، فتنۂ قرامطہ، فتنۂ چنگیزی، فتنۂ وحدت ادیان، ہندوتوا، ناجائز تعلقات اور حرام کاری، فتنۂ قادیانیت وشکیلیت پر جاکر ختم ہوتی ہے۔ دین اسلام اور اس کے پیغامات، اسلام کے خلاف غیر مسلموں کے ذریعہ اٹھائے گئے بے بنیاد سوالات کے مدلل جوابات پر مشتمل ایک کتابچہ ہے، جس میں خالق کائنات، کائنات اور انسان کی تخلیق، قرآن کریم کا نزول، اسلام کا تعارف اور اس کا پیغام، اسلام کی تبلیغ واشاعت، جہاد فی سبیل اللہ، اسلام ودیگر مذاہب عالم، نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام کے محاسن اور خوبیوں سے متعلق غیر مسلم دانشوروں کے خیالات پر گفتگو کی گئی ہے، ہر عنوان کو ایک باب کے ذیل میں رکھا گیا ہے، باتیں جو کہی گئی ہیں ان کو مدلل کرنے کے لیے مختلف اہل قلم کی تصنیفات سے اقتباسات بھی نقل کیے گئے ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ہمارے عہد کے دانشور حضرات نہ صرف اسلامی موضوعات کے مطالعہ کے لیے وقت نکالتے ہیں، بلکہ حاصل مطالعہ کو اپنے الفاظ میں قلم بند کرکے دوسرے قارئین کو بھی استفادہ کا موقع دیتے ہیں، یہ طریقہ دراصل ماضی قریب میں ''بیاض'' سے مماثل ہے، کئی قدیم بزرگ اور اہل علم کے بیاض ہمارے لیے آج بھی علم وآگہی کا ذریعہ ہیں، اور ان سے استفادہ کرکے ہم بہت ساری کتابوں سے مستغنی ہوجاتے ہیں، ڈاکٹر مظہر حسین نے اس کتاب میں ماخذ ومراجع کے طور پر بیس کتابوں کے حوالے اور اقتباسات دیے ہیں، جن میں دو انگریزی زبان میں ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۷/ پر)

ایک عظیم مجاہد؛ سلطان ٹیپو شہید

شاھد صدیقی علیگ

اگر ارضِ ہند پر کسی نے تاجران فرنگ کو دن میں تارے دکھائے تو اس عظیم شخصیت کا نام ہے شیر میسور شہید ٹیپو سلطان فتح علی خاں۔ٹیپو سلطان 20 نومبر 1750،مطابق جمعہ 10 ذوالحجہ، 1163ھ کو دیوانہالی میں پیدا ہوئے ۔موجودہ دور میں یہ بنگلور دیہی ضلع کا مقام ہے جو بنگلور شہر کے 33 کلو میٹر شمال میں واقع ہے۔ٹیپو سلطان کا نام آرکاٹ کے بزرگ ٹیپومستان اولیا کے نام پر رکھا گیا تھا۔جب ٹیپو سلطان نے ہوش سنبھالا تو اس وقت انگریزوں کے ناپاک قدم تیزی سے پورے ہندوستان کی ایک کے بعد دیگر ریاستوں کو روندتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔وہ نظام حیدرآباد، مرہٹہ اور آرکاٹ کی ریاست کو اپنے دام میں گرفتار کر چکے تھے،صرف ریاست خداداد ان کی راہ میں حائل تھی جو ایسٹ انڈیا کمپنی کی آنکھوں میں برابر کھٹک رہی تھی۔سلطان حیدر علی نے 17 سال کی عمر میں ٹیپو سلطان کو اہم سفارتی اور فوجی امور پر آزادانہ اختیار دے دیا اور انہوں نے جلد ہی اپنی ذہانت،فراست اور اعلیٰ قائدانہ صلاحیتوں سے والد ماجد حیدر علی کا دل جیت لیا۔ٹیپو نے انگریزوں کے خلاف دوسری جنگ جنوری 1779 میں لڑی اپنے دالد سلطان حیدر علی کی نگہداشت میں کرنل بیلی، کرنل بریتھ ویٹ سرایر کوٹ اور بریگیڈ ر جنرل جیمز اسٹوارٹ جیسے افسران کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔دوران جنگ دسمبر 1783 میں حیدر علی راہی ملک عدم ہو گئے۔

ٹیپو سلطان نے 20 محرم 1196، مطابق 27 دسمبر 1782 زمام حکومت ہاتھ میں لی۔ایک طرف ٹیپو کو زرخیز قدرتی وسائل سے مالا مال ایک وسیع و عریض سلطنت اور مستحکم و منظّم ریاست کے مالک ہونے کا شرف حاصل ہوا، تو دوسری جانب ریاست کے خلاف اندر اور باہر ریشہ دوانیوں اور سازشوں کو ہوا دینے والے گروہ کی عداوت بھی ورثے میں ملی۔ٹیپو سلطان کے مسند پر بیٹھتے وقت سلطنت خداداد کی چار سو میل میں پھیلی ہوئی تھی اور مجموعی رقبہ 80 ہزار مربع میل تھا۔فوج کی تعداد ایک لاکھ 80 ہزار تھی، 60 ہزار گھوڑے جس میں نصف تعداد عربی گھوڑوں کی تھی، 6 ہزار اونٹ، 9 سو ہاتھی، 2 لاکھ سے زائد تلواریں، 220 بڑی توپیں، 6 لاکھ مختلف قسم کی بندوقیں اس کے علاوہ دیگر ہتھیار بھی تھے۔سالانہ آمدنی ساڑھے سات کروڑ سے زیادہ تھی۔

ٹیپو سلطان ایک عظیم مجاہد ہونے کے ساتھ ساتھ پکے مسلمان تھے، وہ سادہ زندگی بسر کرتے اور شرعی لباس پہنتے تھے اور آخری دور میں سبز رنگ کی دستار پہننے لگے تھے، نماز فجر کے وقت تلاوت کرتے اور پورے دن باوضو رہتے۔نماز کے تو اتنے پابند تھے کہ جب شری رنگا پٹنم میں مسجد اعلیٰ کے افتتاح کا موقع آیا تو سوال یہ پیدا ہوا کہ امامت کون کرے گا، اس وقت اپنے عہد کے علماء کرام اور مشائخ موجود تھے، یہ طے ہوا کہ نماز کی امامت وہ شخص کرے جس کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو۔کچھ دیر سکتہ طاری ہونے کے بعد سلطان آگے بڑھے اور کہا، الحمدللہ میں صاحب ترتیب ہوں اور نماز کی امامت کی، سلطان نباص وقت، دور اندیش اور ایک اعلیٰ ایڈمنسٹریٹر تھے۔ٹیپو سلطان نے مادر ہند کو ایسٹ انڈیا کمپنی تسلط سے آزاد کرانے کے لیے کے خلاف ایک مضبوط محاذ تشکیل دینے کی ہر ممکن کوشش کی۔ملک کی ہر چھوٹی اور بڑی ریاست جے پور، جودھپور اور نیپال وغیرہ کو اپنے ایلچی اور خطوط روانہ کیے۔23 جون 1785ء کو مغل شہنشاہ شاہ عالم کی خدمت میں عریضہ لکھ کر انگریزوں کے خلاف جنگ کرنے کی اپنی خواہش کا اظہار کیا۔انہوں نے نظام حیدرآباد کو ہر پہلو سے سمجھانے کی کوشش کی۔نظام اور مرہٹوں نے ٹیپو کی بڑھتی طاقت کو اپنی بقا کے لیے خطرہ سمجھا اور انگریزوں سے اتحاد کر لیا۔ٹیپو سلطان نے ترکی، ایران، افغانستان اور فرانس سے مدد حاصل کرنے کی کوششیں کی مگر کامیاب نہ ہوسکے۔ٹیپو سلطان نے محسوس کر لیا تھا کہ مغربی ممالک میں انقلاب برپا ہونے کے بعد انگریزوں کے پاس جدید اسلحہ اور ساز وسامان کا انبار ہے اور ان کا مقابلہ پرانے اور فرسودہ جنگی ساز وسامان سے ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔اسی لیے انہوں نے انتہائی دوررس اثرات کی حامل فوجی اصلاحات نافذ کیں اور جدید تکنیک سے اپنی افواج کو آراستہ کیا۔انہوں نے راکٹ ایجاد کیا جس نے انگریزوں کا دن کا چین اور رات کا سکون چھین لیا۔انہوں نے نہ صرف پیدل اور کولیری کے اوپر اپنی توجہ مرکوز کی بلکہ بحریہ کے بیڑے کو بھی اپنی فوج میں شامل کیا۔بحریہ کا قیام سلطان کا ایک عظیم کارنامہ تھا۔وہ ہندوستان کے ایک ایسے حاکم تھے جنہوں نے سب سے پہلے سمندری راستوں کی اہمیت کا احساس کیا اور اس کا باضابطہ نظم قائم کیا۔

فوجی قواعد کے لئے کتاب ''فتح المجاہدین'' ترتیب دی۔مقناطیسی پہاڑوں سے جہازوں کو بچانے کے لئے لوہے کی جگہ تابنے کے تاروں کا استعمال سلطان کی ہی دین ہے۔اگرچہ ٹیپو سلطان کا زیادہ وقت میدان جنگ میں گزرا اس کے باوجود انہیں جتنا بھی وقت ملا انہوں نے ریاست کی خوشحالی اور عوامی فلاح و بہبود پر صرف کیا۔انہوں نے اپنی سلطنت میں جو مختلف محکمہ جات قائم کئے تھے ان کی تعداد 99 تھی۔

ٹیپو سلطان نے سلطنت کے انتظام میں رعایا کو شامل کرنے کی مہم کا آغاز کیا اور ایک مجلس 'زمرہ غم نباشد' قائم کی جس کے پیش نظر شخصی اقتدار کے بجائے مشاورتی حکومت کا قیام عمل میں آیا۔انہوں نے کاویری ندی پر ایک ڈیم بنانے کی بنیاد رکھی، جہاں بعدازیں حکومت ہند نے کرشنا راجہ ڈیم تعمیر کرایا۔ریشم کی صنعت ٹیپو سلطان کی مرہون منت ہے۔میسور کی چمنڈا اہل پر واقع مندر پر دیوی کے چرنوں میں انسانی سر کی بھینٹ چڑھائی جاتی تھی، اس روایت کو ٹیپو سلطان نے موقوف کیا۔ٹیپو سلطان سے قبل ریاست ٹراؤنکور میں دلت ہندو خواتین کو سینہ اور سر کھلا رکھنے کی روایت کو بند کرنے کے لیے اس کے حاکموں سے دو دو ہاتھ کیے اور اسے بند کرا کر ہی ہوش لیا۔

ٹیپو سلطان کے اندر مذہبی رواداری کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔انہوں نے فرانسیسیوں کی درخواست پر میسور میں پہلے چرچ کی تعمیر کرائی وہ لاتعداد مندروں کی کفالت بھی کرتے تھے۔1791 میں مرہٹہ سردار رگھوناتھ راؤ اور اس کے ساتھیوں نے سرنگیری کے مندر پر حملہ کر کے اس کو لوٹ لیا اور مندر میں موجود ہیرے جواہرات اور مال و دولت اپنے ساتھ لے گیا، ساتھ ہی کئی لوگوں کا قتل بھی کیا۔بڑے پجاری نے ٹیپو سلطان سے فریاد کی۔سلطان رگھوناتھ کے اس ذلیل فعل پر سخت برہم تھے۔انہوں نے بڑے پجاری کو لکھا ''وہ لوگ جنھوں نے ایک مقدس مقام کے خلاف یہ گندہ اور بہیمانہ اقدام کیا ہے وہ یقیناً اپنے اس گناہ کا خمیازہ بہت جلد اٹھائیں گے اور مزید لکھا کہ لوگ ظلم اور غلط کام ہنستے اور مسکراتے ہوئے کرتے ہیں اور نتائج کا خمیازہ روتے ہوئے بھگتتے ہیں۔'' اس کے متعلق ٹیپو سلطان اور پجاری کے درمیان ہوئی خط وکتابت کے 30 خطوط میسور کے تاریخی کتب خانہ میں موجود ہیں۔

ٹیپو سلطان نے ہندوستان کو غلامی سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن غدار وطن اور ناموافق حالات کی وجہ سے ان کی تمام جدوجہد رائیگاں گئی۔انگریزوں، مرہٹوں اور نظام حیدرآباد کے گٹھ جوڑ کے ساتھ ساتھ ان کے آستین کے سانپوں ''میر صادق، پنڈت پورنیا، میر غلام علی (لنگڑا) بدرالزماں خاں نائطہ، میر معین الدین، میر قمرالدین، میر قاسم علی پٹیل اور میر نورالدین نے شیر میسور کو شہید کرا کر ہی دم لیا۔

سلطنت خداداد کو مٹانے کے لئے انگریزوں اور مہارانی میسور لکشمّا، مرہٹوں اور نظام کے درمیان 1761 سے لے کر 1796 تک ایک نہیں بلکہ متواتر نو شازشیں ہوئیں۔علاوہ ازیں میسور میں ہندو راج قائم کرنے کے لئے رانی لکھشما اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے درمیان مورخہ 1782 کو ایک معاہدہ بھی عمل میں آیا۔میر صادق کی غداری میر جعفر کی طرح اس لئے منظر عام پر نہیں آسکی کیونکہ وہ 1799 کو ہی جہنم رسید ہو گیا تھا مگر پنڈت پورنیا کی غداری ساری دنیا کے سامنے آئی۔میسور کی آخری جنگ کے دوران بغلی دشمنوں کی وساطت سے جب ٹیپو کی شکست یقینی ہو چکی تھی تو انہوں نے محاصرہ کرنے والے انگریزوں کے خلاف بھرپور مزاحمت کی اور قلعے کو بند کروا دیا لیکن غدار ساتھیوں نے دشمن کے لیے قلعے کا دروازہ کھول دیا اور قلعے کے میدان میں زبردست جنگ چھڑ گئی۔بارود کے ذخیرے میں آگ لگ جانے کے باعث مزاحمت کمزور ہو گئی اس موقع پر فرانسیسی افسر نے ٹیپو کو چترادرگا بھاگ جانے اور اپنی جان بچانے کا مشورہ دیا مگر ٹیپو راضی نہ ہوئے اور 4 مئی 1799ء کو میدان جنگ میں دلیری اور شجاعت سے لوہا لیتے ہوئے شہید ہو گئے۔انگریز جنرل ہارس کو جیسے ہی ٹیپو سلطان کی شہادت کی خبر ملی، وہ ٹیپو سلطان کی نعش کو دیکھنے آیا اور فرط خوشی سے چیخ اٹھا: ''آج سے ہندوستان ہمارا ہے۔''

میڈیا کی اشتعال انگیزی پر نکیل لازم

ڈاکٹر مشتاق احمد

ہمارا وطن عزیز ہندوستان دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے اور جمہوریت میں صحافت کو چوتھا ستون قرار دیا گیا ہے، اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ جب کبھی مقنّنہ، انتظامیہ اور عدلیہ اپنے آئینی فرائض سے منحرف ہوں گی تو صحافت اس کی خبر گیری کرے گی تاکہ ہماری جمہوریت کو کوئی نقصان نہ پہنچے لیکن حالیہ دوہائیوں میں ہمارے ملک کی صحافت بالخصوص الیکٹرانک میڈیا نے جس غیر ذمہ داری اور غیر آئینی رویے کا مظاہرہ کیا ہے، اس سے ملک میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہوگئی ہے اور عوام الناس کو یہ اندیشہ ہے کہ حالیہ الیکٹرانک میڈیا کی غیر ذمہ دارانہ صحافت اور جذباتی واشتعال انگیز بے بنیاد خبریں ملک کی سلمیت کے لئے خطرہ پیدا کرسکتی ہے، یوں تو پرنٹ میڈیا کے معیار میں بھی پستی آئی ہے، ملک کے مختلف علاقوں میں الیکٹرانک میڈیا کی اشتعال انگیز، بے بنیاد خبروں کی وجہ سے فسادات بھی رونما ہوئے ہیں جس کی وجہ سے سماجی بھائی چارہ کو نقصان پہونچا ہے، یہی وجہ ہے کہ ملک کے مختلف چینلوں کی خبروں کو لوگ سنسنی پھیلانے والی خبروں تک محدود کرکے دیکھنے لگے ہیں، غرض کہ اس کے تئیں غیر یقینی بڑھتی جارہی ہے، حال ہی میں جمعیۃ علماء ہند کے ذریعہ عدالت عظمیٰ اور مختلف ہائی کورٹ میں عرضی داخل کی گئی تھی کہ کورونا وبا کو پھیلانے میں مبینہ طور پر تبلیغی جماوت کے ملوث ہونے کی افواہ پھیلائی گئی جس کی وجہ سے پورے ملک میں کشیدگی پیدا ہوئی اور مختلف ریاستوں میں تبلیغی جماعت کے تقریباً چار ہزار بے قصور لوگوں کی گرفتاریاں ہوئیں، اترپردیش میں ان جماعتوں کے خلاف مقدمے درج کیے گئے، اب بھی وہ جیلوں میں بند ہیں، اترپردیش کے سہارنپور، ہریانہ میں نوح کی مقامی عدالتوں نے بھی الیکٹرانک میڈیا کی افواہ کو ملک کے لئے خطرہ قرار دیا اور تبلیغی جماعت کے لوگوں کو راحت دی لیکن حال ہی میں بمبئی ہائی کورٹ کی اورنگ آباد بینچ نے جو فیصلہ تبلیغی جماعت کے حق میں دیا ہے وہ ہندوستان کی تاریخ کا ایک اہم فیصلہ ثابت ہوگا۔ویسے اس فیصلے نے اشارہ دے دیا ہے کہ ہماری عدلیہ اپنی شناخت کو قائم رکھنے میں کسی قدر سنجیدہ ہے جبکہ عدالت عظمیٰ میں پرشانت بھوشن کے ہتک عدالت معاملے پر عدالتی نظام پر سوال کھڑا کیا جارہا ہے؛ لیکن اورنگ آباد کی بینچ نے اپنے فیصلے سے یہ ثابت کردیا کہ ہماری عدالت ملک کی جمہوریت اور آئین کی پاسدار ہے۔

واضح ہو کہ ملک میں کورونا وبا کے پھیلنے کے بعد دہلی کے تبلیغی جماعت مرکز کو سیل کردیا گیا تھا اور مرکز سے مختلف ریاستوں میں گشت کرنے والے جماعتیوں کے خلاف کارروائی شروع ہوگئی تھی، ان میں چار ہزار سے زائد غیر ملکی شہری بھی شامل تھے کہ وہ ہندوستان میں تبلیغی جماعت کے وفد میں شامل تھے؛ لیکن قومی میڈیا کی زہرافشانی نے ان لوگوں کے خلاف ایک ماحول پیدا کردیا اور ملک کے عام شہری کو مشتعل کرنے لگے کہ ان ہی جماعتیوں کی وجہ سے ملک میں وبا پھیل رہی ہے، جب کہ میڈیکل سائنس کے ماہرین نے شروع میں ہی اسے افواہ قرار دیا تھا اور سیاسی مبصرین نے اسے ایک سیاسی سازش کہا تھا، اب جبکہ ممبئی ہائی کورٹ کا فیصلہ آگیا ہے تو یہ ثابت ہوگیا کہ تبلیغی جماعت کے ممبران کے خلاف واقعی ایک بڑی سازش تھی اور اس میں قومی میڈیا کا اہم کردار تھا، خیال رہے کہ مہاراشٹر کے ضلع احمد نگر سے ۲۹ر غیر ملکی شہریوں کو گرفتار کیا گیا تھا اور ڈیزاسٹر مینجمنٹ ایکٹ، غیر ملکی ویزا ایکٹ کے علاوہ آئی پی سی کی ۵۹، ۲۷۰، ۱۸۸اور ۱۴۴ر وغیرہ دفعات میں انہیں گرفتار کیا گیا تھا اور جیل میں ڈال دیا گیا تھا لیکن بمبئی ہائی کورٹ کے فاضل معزز جج جسٹس ٹی بی نلواڈے اور جسٹس ایم جی سولکر کی بینچ نے ۵۸ر صفحات پر مشتمل اپنے تاریخی فیصلے میں ان غیر ملکی شہریوں کے خلاف درج مقدموں کو منسوخ کردیا ہے اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ ہماری قومی میڈیا کا کردار بہت ہی غیر ذمہ دارانہ رہا ہے اور اس وجہ سے ملک میں نہ صرف تبلیغی جماعت کے لوگوں کے خلاف بلکہ ملک کی سب سے بڑی اقلیت مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ پھیلایا گیا ہے۔(بقیہ صفحہ۹ر پر)

جہیز کا طوفان بلا خیز اور امت مسلمہ

عبدالرزاق بنگلوری

دور موجود میں مسلم سماج جس دہانے پر کھڑا ہے، وہ بد سے بدتر ہے، اس کی سب سے اہم وجہ نکاح کو مشکل بنانا ہے، نکاح اس لئے مشکل بن گیا کہ اس کو عبادت کے بجائے زمانہ اور سماج کے رسم ورواج کا درجہ دیا گیا ہے، اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو چیز اپنی اصل حقیقت وحیثیت سے الگ ہوکر رسم ورواج کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو رسم ورواج کی تمام خرابیاں اور تباہ کاریاں اس میں پیدا ہو جاتی ہیں، چنانچہ نکاح عبادت کے دائرے سے ہٹ کر رسم ورواج کی بے راہ روی کو اختیار کرنے کے بعد جہیز جیسی لعنت کو اس میں اہم اور مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی، مسلم معاشرے میں یہ لعنت داخل ہونے کی بنا پر نکاح کا جائز اور آسان راستہ انتہائی مشکل بن گیا، اور اسلام نے نکاح کو جتنا آسان اور سادہ بنایا تھا سماج کے رسم ورواج نے اس کو اتنا ہی مشکل اور پے چیدہ بنا دیا کہ آج ایک معمولی اور متوسط درجے کا آدمی بھی اگر اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہے تو لاکھوں کے بجٹ کے ساتھ وہ قدم اٹھا سکتا ہے، مغربی کلچر اور غیر اسلامی رسوم کو اختیار کرنے کی بنا پر نکاح کا آسان طریقہ مشکل ہونے سے جنسی خواہشات کی تکمیل کے لئے بدکاری بداخلاقی اور بے حیائی کا راستہ اپنایا جارہا ہے لو میرج اور کورٹ میرج کے شرمناک واقعات رونما ہونے لگے ہیں، جنسی تسکین کے لئے عیاشی اور جسم فروشی کے اڈوں پر ملت کی بیٹیاں ہمیشہ والدین کو رسوائی کا آئینہ دکھاتے ہوئے نظر آنے لگی ہیں، غور کرنے کا مقام ہے کہ آج ساری دنیا جہیز کی لعنت میں گرفتار ہوکر نوجوان لڑکیوں کی زندگی کو کھلواڑ بنا رہی ہے، اور کتنی دوشیزاؤں کی تمناؤں کا خون کیا جارہا ہے؟ کتنے والدین کی آرزوؤں اور امیدوں کا گلا گھونٹ دیا گیا؟ ہزاروں نوجوان بن بیاہی لڑکیاں آج بھی گھروں میں بیٹھی اپنے مقدر کو ترس رہی ہے، اور نئی نویلی دلہنوں کو طلاق کی دھمکی دی جارہی ہے۔

تہذیب یا خرافات:

غیر مسلموں کی جن بے ہودہ رسموں نے ہمارے معاشرے میں جگہ پکڑی ہے ان میں ایک حد درجہ گھٹیا اور نوجوان لڑکیوں کی زندگی کا اجل جہیز ہے جس میں نہایت بے غیرتی بے شرمی اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، اور کار موٹر سائیکل اور دیگر دنیاوی سازوسامان وغیرہ کی فرمائشوں کی تکمیل پر رشتے کو موقوف رکھا جاتا ہے، اس غیر انسانی اور نامعقول رواج نے آج سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں مسلم بچیوں اور جوان لڑکیوں کو گھروں میں بنا شادی گھٹ گھٹ کر زندگی گزارنے پر مجبور کردیا ہے، کتنے غریب ماں باپ ہیں جن کی راتوں کی نیندیں خراب ہوگئی ہیں؟ جن کی تلاش کیلئے ساری دنیا گھوم رہے ہیں حالانکہ ان کی زندگی کا سکون ہمارے نوجوان لڑکوں نے چھین رکھا ہے، آج دنیا میں جہیز کی لالچ طمع اور کمینہ پن سے بڑھ کر کوئی مثال نہیں ہوسکتی، حالانکہ اس رسم ورواج کا دین وشریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ سراسر ظلم اور ناانصافی ہے، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ”جو شخص کسی عورت سے محض اس کی عزت کی وجہ سے شادی کرے تو اللہ تعالی اس شوہر کو ذلت میں ڈال دیں گے، اور جو شخص عورت کی محض مالداری کی بنیاد پر اس سے نکاح کرے تو اللہ تعالی اس شخص کو فقر وفاقہ میں مبتلا کردے گا، اور جو شخص کسی عورت سے محض اس کے حسن وجمال کی وجہ سے نکاح کرے تو اللہ تعالی رسوائی اس کے مقدر کردیں گے، اور جو شخص کسی عورت سے اپنی نگاہ کو پست رکھنے اور شرمگاہ کو حرام سے بچانے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کے غرض سے نکاح کرے گا تو اللہ تعالی شوہر کیلئے بیوی میں اور بیوی کے لئے شوہر میں برکت عطا فرمائیں گے۔“ (رواہ الطبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد)

اس روایت سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کے نکاح کرنے میں مقدم دین کو رکھیں، اور اس کے ضمن میں حسن وجمال، حسب ونسب، مال ودولت کو رکھا جائے جیسا کہ ایک دوسری روایت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کسی بھی عورت سے نکاح کرنے میں چار باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے، نمبر ا/اس کا مال، نمبر ۲/اس کا حسب ونسب، نمبر ۳/اس کا حسن وجمال، نمبر ۴/اس کی دینداری، مگر ان چاروں چیزوں میں دین داری کو ترجیح دی جائے۔“ (بخاری شریف)

نکاح انسانی زندگی کا انقلابی اور تاریخی موڑ ہوتا ہے، اور اس موڑ پر جتنی اللہ کے رضا جوئی کی جائے اتنی ہی بعد کی زندگی میں محبت بڑھتی جائے گی، اور جتنا جہیز کی خرافات نکاح میں کروگے آپس میں اتنی ہی دوریاں اور نفرتیں پیدا ہوتی رہیں گی، اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو بھی عبادت خرافات میں بدل جائیگی اس میں بے برکتی اور آپس میں دل شکنیاں ہوتی رہیں گی، کیونکہ اللہ کی مدد دین کے ساتھ مختص ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں خاندانوں کے آپس میں ناگواری اور تلخی تو ضرور ہوگی، یہ پہلو تو میں بہت احتیاط کے ساتھ تحریر کررہا ہوں ورنہ تو آج جتنے طلاق وخلع کے حادثات پیش آرہے ہیں، وہ انہیں منحوس خرافات کا نتیجہ ہیں، اور یہ کار معصیت جو خصوصا نکاح کا جزء لاینفک بنا ہوا ہے، یہ اور ایسی واہیات اور خلاف شرع چیزیں ہرگز کسی صاحب ایمان کو زیب نہیں دیتیں، اس سے دور رہنا اور دوسروں کو دور رہنے کی تلقین کرنا بے حد ضروری ہے، اور ساتھ میں ان برائیوں کے سدباب کے لیے اجتماعی طور پر اور سماجی تحریک کے انداز میں مسلسل کام کرنا ضروری ہے، اللہ تعالی ہم سب کو اس طرح کے نت نئے تمام خرافات سے بچائے۔ آمین

تیزی کے ساتھ ختم ہو رہا دہلی کا تاریخی ”اُردو بازار“

محمد تسلیم

”دلّی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب“ میرتقی میر سے منسوب شعر کا یہ مصرعہ ایک تاریخی سچائی ہے۔ شاہجہاں آباد تعمیر ہوا، تو شاہجہاں نے عرب وایران اور ایشیائی ممالک کے صاحب علم وہنر کو دعوت دی کہ یہاں آکر آباد ہوں، انہیں دس ہزاری، بیس ہزاری کے اعزاز اور اکرم سے نوازا جائے گا، چناچہ دلّی دنیا بھر کی مختلف ممتاز انسانی نسلوں کے اجتماع سے معمور ہے، یہاں کے گلی، محلّے، حویلیاں، بازاروں کے نام انہیں خصوصیات سے وابستہ ہیں، ایسا ہی ایک بازار جامع مسجد سے متصل اردو بازار ہے، جو کسی زمانے میں اپنی منفرد شناخت رکھتا تھا، جہاں سے ملک بھر کے مشہور ومعروف اخبارات، رسائل، کتابیں، میگزین شائع ہوا کرتے تھی، علمی وادبی، محفل ومجالس کا خصوصی اہتمام ہوتا تھا۔ ان ادبی محفلوں میں مجاہد آزادی اور نامور شخصیات شرکت کیا کرتی تھیں، لیکن عالمی شہرت یافتہ اُردو بازار جو کسی زمانے میں علم وادب کا گہوارہ ہوا کرتا تھا، جہاں ہر روز شعری وادبی محفلیں جمتی تھیں، وہ دن بہ دن آگ کی بھٹیوں، مرغ ومچھلی فرائی کی دکانوں میں تبدیل ہوتا جارہا ہے۔

کتنے ہی کتب خانے بند ہوچکے ہیں اور جو باقی ہیں وہ سسکیاں لے رہے ہیں، اس تعلق سے کتب خانہ انجمن ترقی اردو کے مالک نظام الدین کا کہنا ہے کہ ایک زمانہ ہوا کرتا تھا جب اردو بازار میں قطار سے کتب خانے آباد تھے کتاب پڑھنے والوں کا تانتا لگا رہتا تھا، نامور ادیب، شاعر، افسانہ نگار، صحافی، خطاط، پینٹر اور یہاں تک کے ہندوستان کے پہلے وزیراعظم پنڈت جواہر لعل نہرو بھی یہاں آکر بیٹھا کرتے تھے، علم کے پروانے نئی نئی کتابوں اور رسالوں کو پڑھ کر اپنے علم میں اضافہ کرتے اور اپنی علمی پیاس کو کتابیں پڑھ کر بجھاتے تھے، انہوں نے بتایا کہ آج حالات یہ ہیں کہ لوگوں میں کتاب پڑھنے کا ذوق روز بروز کم ہوتا جارہا ہے، لوگ علم پروری کی بجائے شکم پروری پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارا کتب خانہ ۱۹۳۹ء میں قائم ہوا تھا، جس کو آج چوتھی پیڑھی چلا رہی ہے، ہمارے کتب خانہ میں ایک ہی موضوع پر معتدد کتابیں دستیاب ہیں، دلّی شہر پر ہمارے یہاں ۳۶۰/ کتابیں موجود ہیں، اس کے علاوہ تاریخ، طبّ اور اُردو ادب کی ہر کتاب ہمارے یہاں دستیاب ہے۔

انہوں نے بتایا کہ اُردو کی نادر ونایاب کتابیں خریدنے کی غرض سے جاپان، چین، انڈونیشیا، دبئ، امریکہ، اور خلیجی ممالک تک سے عاشقان اُردو ہمارے کتب خانہ پر آتے ہیں اور اُردو کی کتابیں خرید کرلے جاتے ہیں، ہمارے یہاں آزادی سے پہلے کی اُردو، ہندی، انگریزی زبان میں کتابیں آج بھی موجود ہیں، جو ریسرچ اسکالرز کے لیے ایک قیمتی خزانے سے کم نہیں ہیں، افسوس کی بات ہے کہ آج اُردو کے لیے قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، دہلی اُردو اکیڈمی جیسے ادارے اردو کی کتابوں کو کم قیمت پر شائع کررہے ہیں، لیکن پھر بھی اُردو کی کتابوں کی طرف لوگ توجہ نہیں دے رہے۔ اُردو بازار کی موجودہ صورتِ حال پر شعبہ اردو ذاکر حسین دہلی کالج کے ڈاکٹر عبدالعزیز جو پرانی دلی کی تاریخ اور جغرافیہ پر اچھی گرفت رکھتے ہیں، کہتے ہیں کہ اردو بازار میں شعرا، ادباء، ادب کے قارئین، پبلیشرز، محققین، نقاد اکثر گھومتے نظر آتے تھے، یہ علاقہ صاف ستھرا رہتا تھا، نہ شوروغل نہ بھاگ دوڑ، دلّی کے دوسرے تجارتی علاقوں سے بالکل مختلف امتیازات کا حامل تھا، اردو بازار کٹرا نظام الملک کے باہری کونے سے شروع ہوکر دوسرے کنارے پر ختم ہوتا تھا۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو سے آگے ایک کتب خانہ لاجپت رائے اینڈ سنز تھا، ایک کتب خانہ علمی کتب خانہ اور مولانا رفیق صاحب کا کتب خانہ تھا، مولانا رفیق صاحب کتب خانے کے مالک، مددگار، پبلیشر، مصنف، پارسل لے جانے والے منیجر، طباعت واشاعت کے ذمہ دار سب کچھ تھے؛ اکیلی جان سے سب کچھ کرتے، اکثر مذہبی کتابیں شائع کرتے اور فروخت کرتے تھے، ان سے اگلی دکان مولانا احمد سعید کا کتب خانہ تھا، مولانا سیاسی سرگرمیوں میں ممتاز تھے، وہ کونسلر بھی رہے، کانگریسی تھے، ناول نگار تھے، نثر خوبصورت انداز میں لکھتے تھے، ان کے ناول اور خطوط کے مجموعے شائع ہوچکے ہیں، ان کے علاوہ ڈپٹی نذیر احمد کے پوتے کا کتب خانہ نظریہ تھا۔ اُردو بازار میں حالی پبلیکیشن ہاؤس بھی تھا، جہاں اب مرغ ومچھلی فرائی ہوتی ہے، اس سے اگلی دکان مکتبہ جامعہ ہے، جو تا حال باقی ہے، دیکھئے کب تک باقی رہتا ہے؟ اسی کے برابر میں جماعت اسلامی ہند کا کتب خانہ ہے، اس کے برابر میں سنگم کتاب گھر تھا، جہاں اب جوتے فروخت ہوتے ہیں، نہ جانے کتنے کتب خانے یہاں آباد تھے، اگر سبھی کا ذکر کیا جائے تو پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ اردو بازار کی سڑک پر بعد نماز عشاء بڑے چھوٹے جلسے ہوتے تھے، مشاعرہ بھی اسی سڑک پر ہوتا تھا جس میں اس زمانے کے تمام ممتاز شعراء شرکت کرتے تھے اور آل انڈیا ریڈیو سے براہ راست نشر ہوتا تھا، جامع مسجد کے اردگرد اردو پارک، آزاد پارک، ایڈورڈ پارک، پائے والا اسپتال، تعلیمی مرکز، افضل پیشاوری کا آزاد ہند ہوٹل، مکتبہ شاہراہ، کیفی پبلک لائبریری، دارالمصنفین، دفتر خاکسار، دفتر مسلم لیگ، دفتر خاتون مشرق، وغیرہ سب گزرے زمانے کی کہانیاں بن گئے، اُردو بازار رفتہ رفتہ معدوم ہوتا جارہا ہے۔

طٰہٰ نسیم، جو کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں اور صحافی بھی، پرانی دلّی کی تاریخ پر وقتاً فوقتاً لکھتے رہتے ہیں، انہوں نے بتایا کہ سب سے پہلے اُردو بازار لال قلعہ کے سامنے ہوا کرتا تھا، جو بعد میں جامع مسجد سے متصل آباد ہوا اور اب بھی ہے، ۱۹۳۶ء میں خواجہ حسن نظامی نے اس بازار کا نام اُردو بازار رکھا تھا، اسی اُردو بازار میں ان کا اپنا خود کا کتب خانہ موجود تھا، کسی زمانے میں یہ بازار جگت سنیما سے لے کر جامع مسجد گیٹ نمبر ایک تک پھیلا ہوا تھا بڑے بڑے علماء کرام نے یہاں اپنے کتب خانے قائم کیے ہوئے تھے، لیکن آج اُردو بازار کی حالت ناگفتہ بہ ہے، آج لوگوں میں اُردو کی کتابوں کو پڑھنے کا ذوق کم ہوتا جارہا ہے، لوگ بیس روپے کا پان تو خریدنا پسند کرتے ہیں، لیکن پندرہ روپے کا رسالہ خریدنے میں انہیں شرم آتی ہے، گزشتہ سال کتب خانہ رشیدیہ اور کتب خانہ ابوالحسن ندوی بند ہوگئے ہیں، اُردو بازار عربی، فارسی اور اُردو کی کتابوں کے لیے عالمی شناخت رکھتا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۹/پر)

مسلمانوں کی پسماندگی۔اسباب وعلاج

مولانا مصلح الدین قاسمی

اسلامی تعلیمات سے بے گانگی اور دوری ہماری تنزلی اور پسماندگی کا واحد سبب ہے، ہم جس چیز کو رکاوٹ اور ترقی کی راہ میں آڑ تصور کرتے ہیں، اسی کی تعلیمات کی روشنی میں آج کی ترقی یافتہ قوموں نے ترقی کے سارے مراحل طے کئے ہیں اور کر رہی ہے۔

قرآنی آیات اس بات کی شاہد ہے کہ انسان کی ترقی وتنزلی، نفع ونقصان میں اس کے اعمال وکردار ہی کا دخل ہے، خواہ وہ نفع ونقصان اجتماعی ہو یا انفرادی، دینی ہو یا دنیوی، ارشاد باری ہے: ”ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ“ (روم:۴۱) خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے فساد رونما ہوگیا، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال بد کا مزہ چکھادے، ہوسکتا ہے باز آجائیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: ”وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ“ (شوریٰ ۴۱) اور جو مصیبت بھی تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی کئے کا نتیجہ ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ہمارے اندر ترقی کی طرف لے جانے والے اسباب کا فقدان ہے، اور پسماندگی وتنزلی کی طرف لے جانے والے اسباب ہم میں بدرجہ اتم موجود ہیں، ہمارے آپسی اتحاد واتفاق کی مالا ٹوٹ چکی ہے، جذبۂ خیر سگالی واخوت وبھائی چارگی ہمارے دلوں سے نکلتی جارہی ہے اور اس کی جگہ نااتفاقی، خودغرضی، بے انصافی اور عدم تعاون جیسی بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ہم بدامنی وانارکی، انتشار ولامرکزیت کا شکار ہوچکے ہیں، یہاں تک کہ ہم نے اپنا تشخص بھی کھودیا ہے اور جب انسان بالخصوص مسلمان یہ بھول جائے کہ اس زمین پر موجودہ مخلوقات میں اس کی حیثیت کیا ہے؟ اس کے تقاضے کیا ہیں؟ اس کے آباواجداد کی تاریخ اور ان کے کارنامے کیا ہیں؟ اسلاف کی خدمات کیا ہیں؟ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مرعوبیت کا احساس پیدا ہوگا، ایجاد واختراع کی قوت معطل ہوجائے گی، مختلف قسم کی پریشانیوں میں گھرا ہوا پاکر اپنے وجود کی بقا کے لئے غیروں کے رحم وکرم کا محتاج سمجھے گا اور اسی چیز نے ہم کو تقلید جامد کے مرحلے تک پہنچاکر مسلم معاشرے کی عمارت میں ایسا شگاف پیدا کردیا ہے جس سے ہمارا دشمن داخل ہوکر اپنی مستقل جگہ بنا چکا ہے اور اس کے باوجود کہ ہم اپنے کو ظاہری اور جسمانی طور پر آزاد سمجھتے ہیں، ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں غلامی کے اثرات بالکل نمایاں ہیں، ہم یہ بھول گئے ہیں کہ اس سرزمین میں ہمارا وجود جو خلیفۃ اللہ کی حیثیت رکھتا ہے، اور ساری کائنات کو اللہ رب العزت نے انسان ہی کے لئے مسخر کردیا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج مسلمانوں نے اپنی حیثیت کو فراموش کرکے موجودہ حالات کا ساتھ دینا شروع کردیا ہے جب کہ ان کے اندر حالات کا رخ موڑنے کی صلاحیت موجود ہے۔

ذمہ داری سے فرار:

احساس ذمہ داری ایک ایسی چیز ہے جس سے بڑے بڑے اور اہم سے اہم کام کو بہ آسانی انجام دیا جاسکتا ہے، اور ذمہ داری سے فرار ایک ایسی چیز ہے کہ معمولی سا کام بھی بڑا معلوم ہونے لگتا ہے۔آج خاص طور سے ہم مسلمانوں میں یہ چیز بہ کثرت پائی جاتی ہے۔مگر بجائے اس کے کہ ہم اپنے قصور کا اعتراف کریں، معمولی واقعات میں بھی اپنی ناکامی کا ذمہ دار دوسرے کو ٹھہرانے کی کوشش کرتے ہیں، یہاں تک کہ اگر کوئی طالب علم امتحان میں ناکام ہوجاتا ہے تو وہ بھی ناکامی کی ذمہ داری اپنے سر لینے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ ہم نے محنت کم کی، یا ہم صحیح طریقے سے جواب نہ لکھ سکے، بلکہ اس کی ذمہ داری بھی کبھی استاد اور کبھی ممتحن پر ڈالتا ہے، اسی طریقے سے وہ ملازمین جن کی عادت ہی تاخیر سے کام پر پہنچنے اور وقت سے پہلے گھر آنے کی ہوتی ہے وہ بھی اپنی نااہلی پر پردہ ڈالنے کے لئے حکومت کی نااہلی کا شکوہ کرتے ہیں۔

تضیع اوقات:

ایک بڑی کمی ہمارے اندر یہ ہے کہ ہمیں قطعا اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ ہمارے اوقات کہاں اور کس طرح گذرتے ہیں، اگر ہر محلے، ہر گلی اور جا بجا سڑکوں پر پھیلے ہوئے ہوٹلوں کا جائزہ لیا جائے تو بہت سے لوگ بیکار بیٹھے ہوئے ملیں گے۔ بہت سے مضبوط ہاتھ تاش کے پتوں کو گردش دیتے ہوئے ملیں گے، دفاتر میں فائلوں کا ڈھیر کسی کا منتظر ملے گا، بہت سی زمینیں بنجر ہونے کا شکوہ کرتی ہوئی نظر آئینگی۔۔۔حالانکہ اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن انسان سے اس وقت کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: عن ابی مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لاتزول قدما ابن آدم یوم القیامة من عند ربه حتی یسأل عن خمس: عن عمره فیما افناه وعن شبابه فیما أبلاه وعن ماله من أین اکتسبه وفیما أنفقه وماذاعمل فیما علم ؟ (ترمذی شریف ۴۶/۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن انسان کے دونوں پیر اپنے رب کے پاس سے اس وقت تک نہ ہٹیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ کرلیا جائے (۱) اس کی زندگی کے بارے میں کہ اس کو کہاں ختم کیا (۲) اس کی جوانی کے متعلق کہ کس مشغلہ میں اسے گنوایا (۳) اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے کمایا۔ (۴) اور کس مصرف میں صرف کیا (۵) جو جانا اس پر کیا عمل کیا؟۔

مطلب یہ ہے کہ موقف حساب میں جہاں انسان کی جوانی، اس کے مال کے آمد وصرف اور علم وعمل کے متعلق سوال ہوگا وہیں اس سے پوری زندگی کے ہر لمحے کے متعلق بھی سوال ہوگا کہ زندگی کے قیمتی اوقات کو کن امور میں صرف کیا؟ اگر ہم ذرا بھی غور کرتے تو اپنے قیمتی اوقات کو ہوٹلوں پر، تاش کے پتوں کو گردش دینے اور دیگر لایعنی امور میں صرف نہ کرے، بلکہ اسے دنیوی واخروی کاموں میں لگاتے، تحقیق وجستجو کی راہ اختیار کرتے تو زمین کے مخفی خزانوں تک پہنچنا بھی ہمارے لئے ممکن تھا، اس حقیقت کو دنیوی اعتبار سے غیروں نے سمجھا اور اپنایا تو وہ ترقی کے بام عروج پر پہنچ گئے، ہم نہ دنیوی اعتبار سے سمجھ سکے اور نہ اخروی اعتبار سے نتیجتاً قعر مذلت میں گرتے چلے گئے، کاش ہم غیروں سے سبق سیکھتے۔

منصوبہ بندی کا فقدان:

تہذیبی پسماندگی کا ایک سبب منصوبہ بندی کا فقدان ہے، کیونکہ کسی بھی کام کی ترقی کا اہم عنصر منصوبہ بند طریقے پر کام کا انجام پانا ہے، لیکن آج کل جو منصوبہ بندی کا مطلب سمجھا جارہا ہے کہ کاغذی طور پر بہت سارے نکاتی پروگرام مرتب کردئے جاتے ہیں اور عملی دنیا سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا، یہ مطلب ہرگز نہیں ہے، بلکہ منصوبہ بندی کا مطلب یہ ہے کہ مستقبل کے لئے لائحہ عمل مرتب کیا جائے کہ اگر بالفرض نتیجہ برآمد ہونے میں تاخیر ہو اور ہماری زندگی میں نتیجہ برآمد ہونے کی امید نہ ہو تو بھی آنے والی نسل کے لئے مشعل راہ کا کام دے سکے، آج یہی لائحہ عمل اور نقطہ نظر بالکل مفقود ہے جس کی بنا پر ہمارے خواب ادھورے، ہماری زندگی انتشار وبدنظمی کا شکار ہے اور ترقی کی راہ میں ہم دوسروں سے بہت پیچھے ہیں۔

مقصد پر خواہش کو غالب کردینا:

مسلم قوم کے لئے اس سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں کہ وہ بے مقصد زندگی گذارے، یا غلط مقصد متین کرے، اللہ رب العزت نے خود ہی انسان کے مقصد تخلیق کو متعین فرمادیا ہے، مقصد زندگی فوت کردینے یا غلط مقصد متعین کرنے کے بعد انسان اور دیگر جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا، اس لئے کہ مثال کے طور پر اگر انسان کا مقصد زندگی صرف کھانا پینا، سیر وتفریح کرنا یا دوسروں پر حکمرانی کرنا ہو تو یہ ساری چیزیں دوسرے حیوانات میں بھی پائی جاتی ہیں۔تو پھر انسان اور دوسری مخلوقات میں کوئی فرق باقی نہیں رہا، آج ہم نے بھی اپنا مقصد زندگی صرف یہ بنا رکھا ہے کہ ہمارے پاس خوب صورت فلیٹ ہو، عمدہ قسم کی گاڑی ہو، رنگین ٹی وی ہو، اعلیٰ قسم کا فریج ہو، آرائش وزیبائش کی تمام چیزیں مہیا ہوں، اور اگر اس کو یہ چیزیں کسی طرح حاصل بھی ہوگئیں تو پھر اس کو اپنے دین واسلام، اپنے وطن، اپنی آزادی اور اپنی شرافت وکرامت کے بارے میں قطعاً کوئی فکر نہیں رہ جاتی، چونکہ ان چیزوں میں کسی قدر خواہشات نفسانی کی تکمیل ہوجاتی ہے، اس لئے مزید کسی چیز کے بارے میں سوچنے کی فرصت نہیں ملتی، نتیجتاً انسان دنیا کی رنگ رلیوں میں مگن ہوجاتا ہے اور موت وآخرت کا خوف اس کے دل سے نکل جاتا ہے اور جب انسان کے دل میں دنیا کی محبت اور موت سے نفرت پیدا ہوجائے تو اس کا لازمی نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس میں بزدلی پیدا ہوجاتی ہے جس سے دشمنوں کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں اور ہماری ہمتیں پست ہوجاتی ہیں، ایک موقع پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرکے فرمایا: ”یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الأکلة الی قطعتها فقال قائل: ومن قلة نحن یومئذ؟ قال: بل انتم یومئذ کثیر، ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزع اللہ من صدر عدوکم المهابة منک، ولیقذفن اللہ فی قلوبکم الوهن، فقال قائل یا رسول اللہ ماالوهن؟ قال حب الدنیا وکراهیة الموت“۔(ابوداؤد رقم الحدیث ۴۲۹۷، کتاب الملاحم)

عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے جب لوگوں کا گروہ آپس میں ایک دوسرے کو تم سے لڑنے کی لئے بلائے گا جیسا کہ کھانے کے دسترخوان پر جمع ہونے والے لوگ ایک دوسرے کو کھانے کی قاب کی طرف متوجہ کرتے ہیں، کسی صحابی نے عرض کیا کہ یہ کس سبب سے ہوگا کہ اس وقت ہم کم تعداد میں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ اس وقت تمہاری تعداد تو بہت ہوگی، لیکن تمہاری حیثیت پانی کے اس جھاگ کی سی ہوگی جو دریا یا نالوں پر پائے جاتے ہیں اور ضرور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہاری ہیبت اور تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں ضعف وسستی پیدا کردے گا، کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضعف وسستی کا سبب کیا ہوگا؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے بے زاری۔مطلب یہ ہے کہ اگر ہمارے قلوب میں دنیا کی محبت سما جائے اور موت سے ڈرنے لگیں تو ہماری حیثیت سمندر کے جھاگ سی ہوجائے گی کہ جس طرف سمندر کے پانی کا رخ ہوتا ہے جھاگ کا رخ بھی اسی طرف رہتا ہے، ہم جائزہ لیں، اپنے نفس کا محاسبہ کریں کہ کیا ہم ذلت کے ان دونوں اسباب سے بچ رہے ہیں یا نہیں؟

جب دنیا کے سلسلے میں ہمارا یہ حال ہو رہا ہے کہ قوم کی امانتیں صرف ہمارے ذاتی مصارف میں استعمال ہونے لگیں، معمولی عہدے اور منصب کے لئے خون بہادینا کوئی تعجب خیز بات نہیں رہ گئی، آمدنی سے زیادہ خرچ ہمارا شعار بن گیا۔ یہ چند اہم اسباب ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی تہذیبی ومادی پسماندگی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے، لہذا جب تک ہم اپنے اندر کی ان خرابیوں کو دور نہ کرلیں اس وقت تک نہ کوئی خارجی اسکیم کارآمد ہوگی نہ کوئی نکاتی پروگرام مفید ہوگا اور معاشرے میں کسی صالح انقلاب کا تصور تو خودفریبی کے مترادف ہوگا۔

بقیہ دین اسلام اور اس کے پیغامات .... کتاب پر تقریظ پروفیسر ڈاکٹر محمد عابد حسین صدر شعبۂ فارسی نے لکھا ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ ان شاء اللہ امت مسلمہ کو اس سے بھرپور استفادہ کا موقع ملے گا، کتاب کراؤن آفسیٹ پریس سبزی باغ پٹنہ سے چھپی ہے، جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں، کتاب واغلاط سے پاک رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے، ہدیہ درج نہیں ہے، اس لیے مفت ملنے کے امکان سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا، حالانکہ مکتبوں کے ساتھ آن لائن خریداری کے لیے ویب سائٹ ایڈریس بھی کتاب میں درج ہے، کمپوزنگ، طباعت اور کاغذ عمدہ ہے۔غیر مسلموں کے ذریعہ اٹھائے گئے بے بنیاد اعتراضات کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب مفید معلوم ہوتی ہے۔

خدمت خلق-اسلامی تعلیمات کا درخشندہ باب

مولانا شمیم اکرم رحمانی

اصطلاح شرع میں رضائے الٰہی کے حصول کے لئے جائز امور میں اللہ کی مخلوق کا تعاون کرنا خدمت خلق کہلاتا ہے،آیات وروایات کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ خدمت خلق نہ صرف صالح سماج کی تشکیل کا اہم ترین ذریعہ ہے بلکہ محبت الٰہی کا تقاضہ،ایمان کی روح اور دنیا وآخرت کی سرخ روئی کا وسیلہ بھی ہے،عام طور پر لوگ محض مالی امداد کو ہی خدمت خلق سمجھتے ہیں حالانکہ مالی امداد کے علاوہ کسی کی کفالت کرنا،علم وہنر سکھانا،مفید مشوروں سے نوازنا،بھٹکے ہوئے مسافر کو صحیح راہ دکھانا،علمی سرپرستی کرنا،تعلیمی ورفاہی ادارے قائم کرنا،کسی کے دکھ درد میں شریک ہونا اور ان جیسے سیکڑوں دوسرے امور بھی خدمت خلق کی مختلف راہیں ہیں جن پر اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے ہر انسان چل سکتا ہے۔اس کے لازمی معنی یہ ہوئے کہ خدمت خلق کی شاہ راہ پر چلنے کیلئے کسی لیڈر یا تحریک کے بجائے محض ایک مقدس جذبے کی ضرورت ہوتی ہے اور مقدس جذبہ ہی وہ شئی ہے جو اللہ کے نزدیک کسی بھی انسان کو بیش قیمت بنادیتا ہے،اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر ایک اصول سے امت کو روشناس کراتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ ''دین خیر خواہی کا نام ہے'' ظاہر ہے خیر خواہی بھی ایک مقدس جذبہ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔جذبہ خیر خواہی جب درجہ کمال کو پہونچتا ہے تو اعمال سے اس کا اظہار مختلف شکلوں میں ہونے لگتا ہے،جنہیں لوگوں کی نگاہیں دیکھتی ہیں اور زبانیں دعاؤں سے نوازنا شروع کر دیتی ہیں،نتیجتاً انسان بسا اوقات اس درجے پر فائز ہو جاتا ہے جہاں دوسرے لوگ برسوں کی عبادت وریاضت کے بعد بھی نہیں پہونچ سکتے ہیں؛ایک بدکار عورت کے پیاسے کتے کو پانی پلاکر جنت میں جانے کا واقعہ اس حقیقت کی بہت واضح مثال ہے۔یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسلام میں خدمت خلق جو کہ جذبۂ خیر خواہی کا اہم ترین نتیجہ ہے،عظیم الشان عبادت کی حیثیت رکھتا ہے اور قرآن مجید میں جہاں تخلیق انسانی کا مقصد عبادت کو قرار دیا گیا ہے،وہاں عبادت میں خدمت خلق بھی داخل ہے،اس لیے دیگر عبادتوں کی طرح یہاں بھی دنیوی اغراض پر نظر رکھنے کے بجائے اخروی اغراض پر ہی نظر رکھنے کی ضرورت ہے،ورنہ سخی ترین شخص کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینکے جانے کی وعید حدیث کی معتبر کتابوں میں موجود ہے،اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ خدمت خلق کے نتیجے میں حاصل ہونے والے دنیوی مفادات کو اسلام ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے؛اس لیے کہ نفع رساں چیزوں کے زمین میں جم جانے اور مضبوط ہوجانے کی بات قرآن مجید میں موجود ہے۔ ''وَاَمَّامَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ.'' (سورۃ الرعد/۱۷) ترجمہ وہ چیزیں جو نفع بخش ہوتی ہیں زمین میں جم جاتی ہیں۔

بات اتنی سی ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ ہر کام محض رضائے الٰہی کے حصول کے لیے کرے؛خواہ نتائج کچھ بھی ظاہر ہوں،اس حقیقت کا اظہار اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے۔''قُلْ اِنَّ صَلاَتِیْ وَ نُسُكِي وَمَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن.'' (سورۃ الانعام/۱۶۲) ترجمہ:آپ کہہ دیں کہ بلاشبہ میری نماز،میری قربانی،میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے،جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

خدمت خلق سماج کی ضرورت بھی ہے،جس سے راہ فرار اختیار کرنے کے نتیجے میں سماج جہنم کے دہانے پر کھڑا ہوجاتا ہے۔ارسطو کا مشہور قول ہے کہ ''انسان ایک سماجی جانور ہے۔'' جس کے معنی یہ ہیں کہ انسانوں کے لیے سماج سے الگ ہٹ کر زندگی گزارنا دشوار؛ بلکہ محال ہے،اس لیے کہ انسانوں کو اپنی زندگیوں میں مختلف طرح کے چیلنجز کا سامنا کرنا ہوتا ہے،جن کا حل سماج ہی پیش کرسکتا ہے یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مال ودولت کی وسعتوں اور بے پناہ صلاحیتوں کے باوجود انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے،جس کا ازالہ آپسی تعاون،ہمدردی ،خیر خواہی،ایک دوسرے سے مل جل کر رہنے اور ایک دوسرے کی ضرورتوں کا خیال رکھنے سے ہی ہوسکتا ہے۔

اسی لئے میرا خیال ہے کہ جس سماج میں خدمت خلق کا رواج نہ ہو وہ سماج اسلامی سماج تو دور انسانی سماج کہلانے کا حقدار بھی نہیں ہے،ممکن ہے میرے خیال سے کسی کو اختلاف ہو،لیکن انسان کا لفظ ہمیں واضح طور پر اسی نتیجے تک پہونچاتا ہے،انسان کے مادے میں محبت وانسیت کا مفہوم داخل ہے جنہیں اگر انسان سے الگ کر دیا جائے،تو حقیقی معنوں میں انسان انسان نہیں رہتا بلکہ شعور کی پست ترین سطح پر پہنچ کر انسانی معاشرے میں پلنے والا ایک جانور بن جاتا ہے،جس کے لئے جائز اور ناجائز کے حدود کو پھلانگنا کوئی معنی نہیں رکھتا؛ بلکہ خواہشات نفس کی تکمیل کے لیے سب کچھ کرنا آسان ہوجاتا ہے۔اسی لیے اسلام نے حدود وتعزیرات کے ذریعے ایسی ذہنیت اور ایسے افراد کی حوصلہ شکنی کی ہے،جو ذاتی مفادات اور خواہشات نفس کی تکمیل کے لئے دوسروں کے مفادات وخواہشات سے کھلواڑ کرنے کی جرأت کرتے ہیں اور ان افراد کی حوصلہ افزائی کی ہے جو سماج کے دوسرے ضرورت مندوں اور محتاجوں کا درد اپنے دلوں میں سمیٹنے کی قدرت رکھتے ہیں،تنگ دستوں اور تہی دستوں کے مسائل کو حل کرنے کی فکر میں رہتے ہیں،اپنے آرام کو تج کر کے دوسروں کی راحت رسانی میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں،بہ الفاظ دیگر خدمت خلق کے میدان میں کام کرتے ہیں۔لوگوں کی نفع رسانی کے لیے کام کرنے والا شخص اسلام کی نگاہ میں بہترین شخص ہے،اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف ارشاد فرمایا:''خیر الناس من ینفع الناس'' (کنز العمال) ترجمہ:لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہونچائے۔

مذکورہ روایت میں نفع رسانی کے لئے کام کرنے کی ترغیب ہے اور بغیر کسی قید کے ساتھ ہے اس لیے کہ صرف مسلمانوں کے لئے نفع رسانی کا کام کرنے والا ہی اللہ کا محبوب نہیں ہے بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ نفع رسانی کا کام کرنے والا بھی اللہ کا محبوب ہے جس سے بڑی آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام نے خدمت خلق کے دائرہ کار کو صرف مسلمانوں تک محدود رکھنے کا حکم نہیں دیا ہے، بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی انسانی ہمدردی اور حسن سلوک کی ترغیب دی ہے،یہی وجہ ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا ہے وہیں تمام مخلوق کو اللہ کا کنبہ بھی قرار دیا ہے،جس کے نتیجے میں انسانیت کی تعمیر کے لئے آپسی ہمدردی ،باہمی تعاون اور بھائی چارے کی ایسی وسیع ترین بنیاد فراہم ہوئی ہے جس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی،پڑوسیوں کے حقوق کی بات ہو،مریضوں کی تیمارداری کا معاملہ ہو،غرباء کی امداد کا مسئلہ ہو یا انسانی حقوق کے دوسرے مرحلے ہوں؛اسلام نے رنگ ونسل اور مذہب وملت کی تفریق کے بغیر سب کے ساتھ یکساں سلوک کو ضروری قرار دیا ہے، حیرت ہے ان لوگوں پر جنہوں نے مذہب اسلام کی من گھڑت تصویر پیش کرتے ہوئے یہاں تک کہا ہے کہ اسلام میں خدمت خلق کا کوئی جامع تصور موجود نہیں ہے، بلکہ اسلام نے مسلمانوں کو اس بات کا پابند بنایا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کریں،حالانکہ مذہب اسلام نے بنیادی عقائد کے بعد خدمت خلق کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے،اور اپنے ماننے والوں کو سب کے لیے خیر خواہی کا پابند بنایا ہے۔تبلیغ دین کے فریضے کو سرانجام دینے کا حکم بھی خیر خواہی کے جذبے کے تحت ہی ہے،تاکہ انسانیت کو جہنم کے گڑھے میں جانے سے بچایا جاسکے۔حتی کہ جب تک غیر مسلموں کی طرف سے صریح دشمنی کا اظہار نہ ہو،مسلمانوں کی مذہبی ذمہ داری ہے کہ وہ غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کریں،قرآن مجید کی سورہ نساء میں مشرک قیدیوں کو کھانا کھلانے والوں کی تعریف موجود ہے،جس سے اسلام کے خدمت خلق کے دائرہ کار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے،علم حدیث سے واقفیت رکھنے والے علماء جانتے ہیں کہ فرامین نبوی کے ایک بڑے حصہ کا تعلق حقوق العباد اور خدمت خلق سے ہے ،طول کلامی سے اجتناب ان روایتوں کے تذکرے کی اجازت نہیں دیتا ہے ورنہ سینکڑوں روایتیں ذکر کی جاسکتی ہیں تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند مشہور احادیث کا تذکرہ کردیا جائے۔

۱-تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا(ترمذی شریف)،۲-قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے(الجامع الصغیر للسیوطی)،۳-اللہ اپنے بندے کی مدد میں اس وقت تک رہتا ہے،جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے(مسلم شریف)،۴-تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوسکتا،جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے(مسلم شریف)،۵-جو رحم نہیں کرتا ہے اس پر رحم نہیں کیا جاتا ہے(مسلم شریف)

مذکورہ روایات سے بسہولت کوئی بھی شخص خدمت خلق کے سلسلے میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے مزاج کا اندازہ لگا سکتا ہے،پھر یہ کہ مذکورہ تعلیمات محض زبان خرچی نہیں ہے کہ کسی کو اعتراض کا حق حاصل ہو،بلکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطالعے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی بھی خدمت خلق سے لبریز ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی ذات سے دلچسپی رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ بعثت سے قبل بھی آپ خدمت خلق میں خوب مشہور تھے،بعثت کے بعد تو خدمت خلق کے جذبہ میں مزید اضافہ ہوگیا تھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ طیبہ میں ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تو ترجیحی بنیاد پر معاشرے میں معاشی استحکام کے لیے اہل ثروت کو انفاق فی المال کی تلقین فرمائی اور باضابطہ نظام بیت المال قائم فرماکر مال ودولت کو یتیموں مسکینوں اور معاشرے کے دوسرے پست طبقات پر اس طرح خرچ فرمایا کہ ان کی معاشی دقتیں ختم ہوسکیں اور وہ معاشرہ میں مطلوبہ کردار سرانجام دے سکیں۔سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ راست گوئی،امانت داری،مسکینوں کی دادرسی،مفلوک الحال پر رحم وکرم،محتاجوں،بےکسوں اور کمزوروں کی مدد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے وہ نمایاں اوصاف تھے جن کی گواہی معاشرے میں ہر کوئی دیتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ پہلی وحی کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور نزول وحی کے دوران پیش آنے والے سخت ترین حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی جان کے سلسلے میں تحفظات کا اظہار فرمایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہتے ہوئے کہ ''خدا آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا'' خدمت خلق سے متعلق وہ کام شمار کرائے جو آپ اس وقت کرتے تھے۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ آپ خوش ہوجایئے،خدا کی قسم،آپ کو خدا کبھی رسوا نہ کرے گا،آپ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں،سچ بولتے ہیں،امانتیں ادا کرتے ہیں،بےسہاروں کا بار برداشت کرتے ہیں،نادار لوگوں کو کما کر دیتے ہیں،مہمان نوازی کرتے ہیں اور نیک کاموں میں دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔سیرت طیبہ پر نگاہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً بیس سال کی عمر میں ہی واقعہ حلف الفضول میں شرکت فرمائی تھی جس میں مظلوموں کی حمایت،غریبوں کی مدد،مسافروں کی حفاظت؛ جیسے مزید کچھ امور پر معاہدے ہوئے تھے۔پھر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی جو جماعت تیار فرمائی تھی وہ جماعت بھی خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھی،حضرت ابوبکرؓ کا تلاش کر کے غلاموں کو آزاد کرانا ،حضرت عمر فاروقؓ کا راتوں کو لباس بدل کر خلق خدا کی دادرسی کے لئے نکلنا،حضرت عثمانؓ کا پانی فروخت کرنے والے یہودی سے کنواں خرید کر مسلم وغیر مسلم سب کے لئے وقف کردینا؛ تاریخ کے مشہور ترین واقعات میں سے ہے،انصار کا مہاجرین کے لئے مثالی تعاون بھی اسی زمرہ میں آتا ہے،خدمت خلق کا یہ جذبہ مذکورہ چند صحابہ کرام میں ہی منحصر نہیں تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب کا یہی حال تھا،انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے نظام مصطفیٰ کی سچی تصویر دنیا کے سامنے پیش کی تھی،انہوں نے اپنے کردار سے سماجی فلاح وبہبود اور خدمت خلق کا وہ شاندار نقشہ تاریخ کے اوراق میں محفوظ کردیا ہے جس کی نظیر دنیا کا کوئی نظام حیات کبھی پیش نہیں کرسکتا، یہ ملت اسلامیہ کی بدقسمتی ہے کہ اس نے نماز،روزہ،زکوٰۃ اور حج کو عبادات کا حدود اربعہ سمجھ رکھا ہے اور معاشرت،معاملات اور اخلاقیات کو مذہب سے باہر کردیا ہے،جو بڑی تشویش ناک بات ہے۔

لہذا فرقہ پرستی اور اخلاقی بحران کے اس دور میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ سماج کے بااثر افراد،تنظیمیں اور ادارے خدمت خلق کے میدان میں آگے آئیں اور مضبوطی کے ساتھ اپنے قدم جمائیں،دنیا کو اپنے عمل سے اسلام سکھائیں،لوگ اسلام کو کتابوں کے بجائے ہمارے اخلاق وکردار سے ہی سمجھنا چاہتے ہیں،اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے کچھ ادارے بہتر کام کررہے ہیں،لیکن مزید بہتری لانے کی شدید ضرورت ہے،اپنے نجی اسکولوں اور مدارس کے نصابوں میں اخلاقیات کو بنیادی اہمیت دینے کے ساتھ ساتھ عملی مشق کرائیں،تاکہ نئی نسلوں میں بھی خدمت خلق کا جذبہ پروان چڑھے۔ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ خدمت خلق صرف دلوں کے فتح کرنے کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ اسلام کی ترویج واشاعت کا موثر ہتھیار بھی ہے۔خواجہ الطاف حسین حالی کی زبانی:

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر — نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گزر جائے سر پر — پڑے غم کا سایہ نہ اس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمیں پر — خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

جرمنی میں چاقو سے حملے میں چار افراد زخمی

جرمنی کے اوبیر ہاسین میں ایک حملہ آور نے چار افراد کو چھرا گھونپ کر زخمی کر دیا۔ مقامی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق جمعرات کو ایک نامعلوم شخص نے لوگوں پر چھرے سے حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں چار افراد زخمی ہو گئے، زخمیوں کو اسپتال میں داخل کروایا گیا ہے۔(یواین آئی)

جاپان میں ۸۴؍لاکھ سے زائد مرغیوں کو برڈ فلو سے بچانے کی کوشش

جاپان کے شیکوکو جزیرے میں برڈ فلو کی نئی لہر کے پیش نظر ۸۴؍لاکھ سے زیادہ مرغیوں کو بچانے کے لیے حکومت ضروری اقدام کرے گی۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق کاگاوا علاقے گذشتہ کچھ ہفتوں میں کافی تعداد میں مرغیوں کی موت ہوئی ہے، تجربہ میں ان مرغیوں کے برڈ فلو سے متاثر ہونے کی تصدیق ہوئی ہے۔(یواین آئی)

۹۵؍فیصد لوگ ماسک پہنیں تو لاک ڈاؤن کی کوئی ضرورت نہیں: ڈبلیو ایچ او

عالمی صحت تنظیم (ڈبلیو ایچ او) یورپی علاقے کے ڈائرکٹر ہنس کلگو نے کہا ہے کہ اگر ۹۵؍فیصد لوگ محفوظ ماسک پہنتے ہیں تو ملک کے کسی بھی حصے میں کورونا وائرس کے سلسلے میں لاک ڈاؤن لگائے جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ انہوں نے کہا کہ "اگر ہم سبھی اپنے حصے کا کام کریں یعنی محفوظ ماسک پہنیں تو لاک ڈاؤن سے بچا جا سکتا ہے، میں اس بات سے پوری طرح متفق ہوں کہ لاک ڈاؤن کورونا وائرس کے خلاف اٹھایا جانے والا آخری طریقہ ہے۔(یواین آئی)

عراق-سعودی کے مابین تین دہائیوں سے بند سرحد کھلی

عراق اور سعودی عرب کے مابین گزشتہ تین دہائیوں سے بند پڑی ریگستان میں واقع ارار سرحد کو دونوں ممالک کے مابین نزدیکی کاروباری تعلقات کے لئے بدھ کو پھر سے کھول دیا گیا۔ عراقی بارڈر پورٹ کمیشن کے ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ اعلی عہدہ پر تعینات حکام کے ایک عراقی وفد کی قیادت وزیر داخلہ او تھمین الغنیمی اور ایک سعودی وفد نے سرحدی علاقہ میں منعقدہ ایک تقریب میں حصہ لیکر سرحد کو کھولے جانے کا اعلان کیا۔(یواین آئی)

افغانستان: امریکہ کے ساتھ فوجی مدد پر بات چیت

افغان صدر اشرف غنی نے امریکی قائم مقام وزیر دفاع کرسٹوفر ملر سے افغانستان میں قیام امن اور افغان سکیورٹی فورس کو امریکی فوجی مدد کے لئے فون پر تبادلہ خیال کیا، دونوں فریقوں نے قیام امن، تعلقات کے استحکام اور افغان سلامتی پر زور دیا اور دفاعی افواج کو امریکی فوجی تعاون جاری رکھنے کے بارے میں بات کی۔(یواین آئی)

نیوکلیائی معاہدے پر امریکہ سے بات چیت کے لئے ایران تیار

ایران نے کہا ہے کہ وہ امریکہ کے ساتھ نیوکلیائی معاہدے پر ایک بار پھر سے بات چیت کرنے کے لئے تیار ہے۔ خیال رہے کہ ڈونالڈ ٹرمپ نیوکلیائی معاہدے کو ملک کے لئے نقصاندہ قرار دیتے ہوئے مئی ۲۰۱۸ء میں اس سے الگ ہو گئے تھے، جولائی ۲۰۱۵ء میں ایران اور اقوام متحدہ سلامتی کونسل کے پانچ مستقل اراکین اور جرمنی اور یورپی یونین کے درمیان ویانا میں ایران نیوکلیائی معاہدہ ہوا تھا۔(یواین آئی)

اس سال کورونا کی دو ویکسینز کی منظوری دی جا سکتی ہے، یورپی یونین

یورپی یونین نے رواں برس کے آخر تک دواساز کمپنی فائزر اور موڈرنا کو کورونا وائرس کی ویکسینز بنانے کی منظوری کا امکان ظاہر کیا ہے، یورپی یونین کمیشن کی صدر ارزولا فان ڈیر لائن نے ویڈیو پریس کانفرس میں بتایا کہ دواساز کمپنی فائزر اور موڈرنا کی جانب سے کامیابی کے ساتھ رضا کاروں پر آزمائش کی گئی کورونا ویکسینز کو آئندہ ماہ کے اختتام سے قبل منظور کیا جا سکتا ہے، یورپی یونین کمیشن کی صدر نے مزید بتایا کہ ویکسینز کی منظوری کی تمام تیاریاں مکمل ہیں اور اگر کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی تو دسمبر کے آخر تک مارکیٹنگ کی مشروط اجازت دی جا سکتی ہے۔ یورپی یونین کمیشن نے اس سے قبل اسٹرازنیکا، سنوفی ایون ٹس، جنسین، فائزر اور بائیوٹک سے ۵؍کورونا ویکسینز حاصل کرنے کے لیے یورپی دواساز کمپنی 'کیورویک' کو اختیارات تفویض کرنے کا معاہدہ بھی کیا تھا۔ قبل ازیں یہ اطلاعات بھی سامنے آئی تھیں کہ یورپی یونین فائزر اور بیون ٹیک کی مشترکہ طور پر تیار کردہ ویکسینز کی ۳۰۰؍ملین خوراکیں ۶۵ء۴؍ارب یورو میں خریدے گی یعنی فی ڈوز ۵ء۱۵؍یورو ہوں گے۔ واضح رہے کہ امریکی دواساز کمپنی فائزر نے بیون ٹیک کے اشتراک سے کورونا ویکسین تیار کرنے کا دعویٰ کیا ہے جس کی ۴۰؍ہزار سے زائد افراد پر آزمائش کی گئی اور جسے ۹۰؍فیصد تک زوداثر و محفوظ پایا گیا ہے۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

آرمینیا کے زیر تسلط اضلاع آذربائیجان کی فاتح فوج کے حوالے

آرمینیا نے اپنے زیر تسلط تین اضلاع کا کنٹرول آذربائیجان کی فاتح فوج کے حوالے کرنے کا عمل شروع کر دیا ہے۔ جس کے تحت ۳؍اضلاع میں سے ایک ضلع اغدام میں آذربائیجان کی فوج فاتحانہ انداز سے داخل ہوئی اور کنٹرول حاصل کرلیا، امن معاہدے پر عمل درآمد کرتے ہوئے آرمینیا نگورنو کاراباخ کے ایک اور ضلع کالبجاز کو ۲۵؍نومبر اور ضلع لاچین کو یکم دسمبر کو آذربائیجان کے حوالے کرے گا۔ جب کہ آذربائیجان نے جنگ کے دوران جن علاقوں کا قبضہ واگزار کروایا تھا وہ آذربائیجان کے پاس ہی رہیں گے۔ آرمینیا اور آذربائیجان کے درمیان ناگورنو کاراباخ پر چھ ہفتوں سے جاری رہنے والی جنگ میں ہزار سے زائد افراد ہلاک اور ۲؍ہزار سے زائد زخمی ہوئے تھے، آذربائیجان کی فوج کی کامیاب کارروائیوں نے آرمینیا کو پسپائی پر مجبور کر دیا تھا۔ واضح رہے کہ شکست کھاتے آرمینیا کی مدد کے لیے روس نے مداخلت کر کے آرمینیا کو پسپائی کے لیے راضی کیا تھا اور روس نے ہی دونوں ممالک کے درمیان امن معاہدے کے لیے اہم کردار ادا کیا تھا۔

بزنس، روزگار و کیریئر

بہار کے نئے وزراء میں قلمدان تقسیم

بہار کی نئی کابینہ کے حلف لینے کے ایک دن بعد چیف منسٹر نتیش کمار نے اپنے رفقاء میں قلمدان تقسیم کر دیے ہیں، وزارت داخلہ کا قلمدان انہوں نے اپنے پاس ہی رکھا ہے، اس کے علاوہ محکمہ عمومی انتظامیہ (جنرل ایڈمنسٹریشن) کابینہ سکریٹریٹ، محکمہ نگرانی، محکمہ انتخاب بھی انہوں نے اپنے پاس رکھے ہیں۔

ڈپٹی چیف منسٹر تارکشور پرشاد کو وزیر فینانس و کمرشل ٹیکس، ماحولیات، جنگلات، ڈیزاسٹر مینجمنٹ، اربن ڈیولپمنٹ اور انفارمیشن ٹکنالوجی کے قلمدان دیے گئے ہیں، ایک اور ڈپٹی چیف منسٹر رینو دیوی کو پنچایتی راج، پسماندہ طبقات کی ترقی اور صنعت کے قلمدان دیئے ہیں، وجئے کمار چودھری کو دیہی ترقی، پارلیمانی امور، دیہی فلاح و بہبود، آبی وسائل، معلومات اور رابطہ عامہ کا وزیر مقرر کیا گیا ہے، وجیندر پرساد یادو کو توانائی، اکسائز، پروہبیشن اینڈ رجسٹریشن، پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ، فوڈ اینڈ کنزیومر پروٹیکشن کی وزارت ملی ہے۔ اشوک چودھری کو تعمیرات، سماجی بہبود، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اور اقلیتی امور کا وزیر بنایا گیا، شیلا کماری ٹرانسپورٹ، سنتوش کمار ایس سی ایس ٹی امور اور اسمال واٹر ریسورس کے وزیر ہیں، امریندر پرتاپ سنگھ کو زراعت و کوآپریٹیو زاور گنا صنعت کی وزارت دی گئی ہے۔ وی آئی پی کے سربراہ مکیش سہنی اینیمل ہزبینڈری اینڈ فشریز (جانوروں کی پروری اور ماہی گیری کے وسائل) کے وزیر بنے ہیں۔ منگل پانڈے کو صحت، روڈ کنسٹرکشن (سڑک تعمیرات) آرٹ، کلچر اینڈ یوتھ منسٹری (وزارت فنون، ثقافت اور نوجوانوں کی فلاح و بہبود) دی گئی ہے۔ جیویش کمار مشرا کو لیبر منسٹری، ٹورزم، مائنس اینڈ جیولوجی کا محکمہ ملا ہے۔ رام صورت رائے کو منسٹری آف ریوینیو اینڈ لینڈ ریفارم کے ساتھ قانون کا بھی وزیر بنایا گیا ہے۔ میوالال چودھری کو وزیر تعلیم بنایا گیا تھا، لیکن ان پر بدعنوانی کے کئی سنگین الزامات تھے، ان کی حلف برداری کے بعد سے ہی حزب اختلاف نے اس معاملہ کو مضبوطی سے اٹھایا، جس کی وجہ سے عہدہ سنبھالنے کے ڈھائی گھنٹے کے اندر ہی ان کو استعفیٰ دینے پر مجبور ہونا پڑا، فی الحال تعلیم کا محکمہ اقلیتی امور کے وزیر اشوک چودھری کو دیا گیا ہے۔(ایجنسیاں)

معاون مترجم کی بحالی کے لیے ہونے والے امتحانات کا اعلان

بہار اسٹاف سلیکشن کمیشن حکومت بہار نے اردو ڈائرکٹوریٹ میں معاون مترجم اردو کے لیے امتحانات کی حتمی تاریخ کا اعلان کر دیا ہے۔ معاون مترجم کے عہدے کے لیے مقابلہ جاتی امتحان ۲۵؍دسمبر ۲۰۲۰ء کو منعقد ہوگا۔ اردو مترجم کے امتحان کی تاریخ ۱۳؍دسمبر ۲۰۲۰ء اور معاون راجیہ بھاشا اردو کی تاریخ ۲۷؍دسمبر ۲۰۲۰ء طے کی گئی تھی مگر کسی وجہ سے یہ دونوں تاریخیں غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دی گئی ہیں۔ حتمی تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ محکمہ کی جانب سے ویب سائٹ پر ۲۷؍اور ۲۸؍دسمبر کو دونوں پوسٹوں کے لیے ہونے والے مقابلہ جاتی امتحان کے ملتوی ہونے کی نوٹس جاری کی گئی ہے، نوٹس میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی اپ ڈیٹ کے لیے پابندی کے ساتھ محکمہ کی ویب سائٹ http://www.bssc.bih.nic.in/ دیکھتے رہیں۔

بقیہ میڈیا کی اشتعال انگیزی پر نکیل لازم .... فاضل ججوں نے کہا کہ ہمارا ملک مختلف مذاہب کے لوگوں کا گہوارہ ہے اور ہندوستان تہذیبی اعتبار سے امن وسکون کا ملک ہے، ہم پوری دنیا کو اپنا خاندان مانتے ہیں اور اپنے مہمانوں کو دیوتا قرار دیتے ہیں، ایسی صورت میں افواہوں کی آڑ میں غیر ملکی شہریوں کو گرفتار کرنا ہمارے ملک کی تاریخی وتہذیبی شناخت کو بھی مسخ کرتا ہے۔

بلاشبہ الیکٹرانک میڈیا کے کئی چینلوں کا یومیہ پروگرام ملک کی قومی یکجہتی کو نقصان پہنچا رہا ہے کہ وہ صبح وشام پروپیگنڈے کو فروغ دیتا ہے، یہاں اس حقیقت کا ذکر بھی ضروری ہے کہ کہیں نہ کہیں ان بے بنیاد خبروں کو پھیلانے کے پس پردہ حکومت کا بھی ہاتھ ہے، کیونکہ حکومت ان سے انجان نہیں ہے، یہاں ایک مثال دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حال ہی میں مہاراشٹر کے پال گھر میں دو سنتوں کو آدیباسیوں کے ذریعہ قتل کیا گیا تو پہلے یہ افواہ پھیلائی گئی کہ سنتوں کا قتل اقلیتی طبقے کے لوگوں نے کیا ہے اور پھر سونیا گاندھی کو بھی نشانہ بنایا گیا۔

اگر مہاراشٹر کی حکومت بروقت پریس کانفرنس کے ذریعہ اس بہیمانہ قتل کی حقیقت کو ملک کے سامنے پیش نہیں کرتی تو ممکن تھا کہ ایک خاص طبقے کے تئیں اکثریتی طبقے کا غصہ پھوٹ پڑتا، اس طرح کی متعدد وارداتیں ہوئی ہیں اور مختلف تنظیموں کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ بھی کیا جاتا رہا ہے کہ اظہار آزادی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی خاص طبقے کو نشانہ بنایا جائے اور ملک میں گمراہی پھیلائی جائے مگر حکومت خاموش رہی ہے۔ جمعیۃ علماء ہند نے ملک کی سالمیت اور ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کی حفاظت کے لئے عدالت عظمیٰ کا بھی دروازہ کھٹکھٹایا ہے، سماعت بھی ہوئی ہے اور معزز ججوں نے اپنے تاثر کا اظہار بھی کیا ہے کہ ملک کی میڈیا کا کردار مشتبہ ہوتا جا رہا ہے۔

یہاں اس حقیقت کا اعتراف ضروری ہے کہ اس ماحول میں بھی بہت سے ایسے صحافی ہیں جنہیں اپنی صحافتی ذمہ داریوں کا احساس ہے اور تقاضائے صحافت کی لاج رکھے ہوئے ہیں، ان میں سنیئر صحافی ونود دوا اور رویش کمار کو تو بے باک اور حقیقت پسندانہ صحافت کے لئے میلسسے ایوارڈ بھی دیا گیا ہے، مختصر یہ کہ ہماری جمہوریت کی پاسداری اور آئینی عظمت کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ ملک میں بے لگام ہو رہی میڈیا پر نکیل کسا جائے کہ ہم نے اپنی آزادی بہت قربانیوں کے بعد پائی ہے اور ہمارے اکابر مجاہدین آزادی نے ہمیں جو آئین دیا ہے وہ ہم تمام شہریوں کے لئے زندگی جینے کا بیش بہا سامان ہے۔ آئین اور جمہوری تقاضوں کو پورا کرنا ہم سبھی شہریوں کا اخلاقی فریضہ ہے کہ اس کے بغیر ہمارا ملک اپنی تہذیبی شناخت قائم نہیں رکھ سکتا۔

بقیہ تیزی کے ساتھ ختم ہو رہا دھلی کا تاریخی اردو بازار ...... جو کتاب پورے ہندوستان میں کہیں نہیں ملتی وہ کتاب اُردو بازار میں مل جاتی ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ میری دکان پر جاپان، برطانیہ، کناڈا، ترکی تک سے اُردو کی کتابوں اور رسالوں کی تلاش میں آتے ہیں، آج ہمیں اپنے بچوں کو اُردو پڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ اُردو کی اہمیت نئی نسل میں باقی رہے، اردو بازار صرف کتابوں کا بازار نہیں بلکہ دلّی کی تہذیب وثقافت کا امین ہے اور اسکو قائم رکھنا ہم دلّی والوں کی ذمہ داری ہے۔**(قومی آواز کے شکریہ کے ساتھ)**

پیغمبر اسلام کی عائلی زندگی

شیر محمد امینی، میوات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ان نقوش کی تلاش وجستجو، جوشب وروز کے لمحات میں بکھرے ہوئے ہیں اور جن کی اتباع کے بغیر کوئی شخص حقیقی فوز وفلاح سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔ پیغمبر اسلام کی سیرت طیبہ کا ایک اعجازی پہلو یہ بھی ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ کا کوئی گوشہ تشنہ تحقیق نہیں، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی اور عائلی زندگی کے چھوٹے بڑے واقعات تک کتابوں میں درج ہیں۔ کسی بھی انسان کے اخلاق کی سب سے بڑی آزمائش کی جگہ خود اس کا گھر ہے، گھر کے لوگوں سے صبح وشام اور شب وروز کا سابقہ پڑتا ہے گھر کے ماحول میں انسان اپنا ''حقیقی مزاج'' چھپا نہیں سکتا، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر اخلاق اس کے ہیں جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ بہتر اخلاق رکھتا ہو۔''

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی خارجی زندگی کی ذمہ داریاں اتنی متنوع اور وسیع تر تھیں کہ ان کے ساتھ اپنے اہل خانہ اور افراد خاندان کے لیے وقت نکالنا اور ان کے حقوق کی رعایت کرنا، ایک مشکل ترین بات تھی، لیکن حیات مبارکہ کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ازواج مطہرات ہوں یا اولاد، خدام ہوں یا اقربا متعلقین ہوں یا احباب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے حقوق کی رعایت فرماتے اور زندگی کے کسی بھی موڑ پر آپ اس سے غافل نظر نہیں آتے۔ ہر آن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حقوق کی فکر دامن گیر رہتی، ایسا بھی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماتحت افراد کے لیے تند خو اور سخت گیر سر پرست کی حیثیت رکھتے ہوں، بلکہ بیویوں کے حق میں ایک محبت کرنے والے شوہر، اولاد کے حق میں ایک شفیق ومہربان باپ اور خدام کے حق میں ایک فراخ چشم اور حلیم و بردبار آقا کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر ابھرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل (ازواج) کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے اہل کے لیے تم سب سے زیادہ بہتر ہوں۔'' ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے اچھے ہوں اور تم میں سب سے اچھے وہ حضرات ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں اچھے ہوں۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ گیارہ شادیاں کیں اور بیک وقت نو بیویاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب مدینہ میں ہوتے تو عصر کی نماز کے بعد تمام ازواج کے پاس جاتے اور ہر ایک کی ضرورت معلوم کرتے اور اس کی تکمیل فرماتے، ازواج کے مابین شب باشی کی باری متعین ہوتی، گو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کی پابندی شرعاً لازم نہیں تھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہ طور خود پوری سختی کے ساتھ اس کا اہتمام کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت حفصہؓ نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو ہبہ کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معمول اور باری کے مطابق حضرت حفصہؓ کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت عائشہؓ موجود ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہاں؟ یہ حفصہؓ کی باری ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواج کے مابین انصاف کا خیال اور اس سلسلہ میں عند اللہ جواب دہی کا احساس اتنا شدید تھا کہ اس سلسلے میں اللہ رب العزت سے دعا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب سفر پر روانہ ہوتے تو ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے جس کا نام قرعہ میں نکل آتا ان کو ساتھ لے جاتے۔

آپ کو بچوں سے بہت محبت تھی، راستہ میں بچے کھیلتے ہوئے مل جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سلام کرتے۔ گھر میں بچوں کے ساتھ خوش مزاجی سے پیش آتے، ان کو کاندھے پر بٹھاتے، گود میں لیتے، پیار کرتے، چومتے۔ معلوم ہوا کہ مزاج میں اتنی سختی نہ ہونی چاہیے کہ بچے دیکھتے ہی سہم جائیں اور چھپنے لگیں۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ کسی ضرورت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ میں نے محسوس کیا کہ آپ کچھ اٹھائے ہوئے ہیں میں نے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھیلی کھولی، اس میں حضرت حسنؓ اور حسینؓ تھے آپ نے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت فرما اور اس شخص سے بھی جو ان دونوں سے محبت رکھے۔

آپ کی عائلی زندگی بھی اسلام کے اس مزاج و مذاق کی آئینہ دار ہے، ایک مرتبہ مسجد نبوی میں عید الفطر کے موقع سے چند حبشی نوجوان نیزوں سے کھیل رہے تھے، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے دیکھنے کی خواہش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے کھڑے ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھے اور گردن کے درمیان سے میں کھیل دیکھتی رہی۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ جب رخصت ہوکر مدینہ آئیں تو اس وقت بھی ان کی عمر زیادہ نہ تھی اور اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیوں کا کھیل کھیلا کرتی تھیں، لیکن آپ نے کبھی اس پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ کبھی کبھی ازواج مطہرات کی موجودگی میں خوش طبعی کی باتیں بھی کرتے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ہم دونوں ایک ہی برتن سے غسل کرتے اور پانی لینے میں چھینا جھپٹی بھی ہوتی، کبھی دوڑ کا مقابلہ بھی ہوتا۔ ایک مرتبہ دوڑ کا مقابلہ ہوا، حضرت عائشہؓ دبلی پتلی تھیں، آگے بڑھ گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے رہ گئے۔ پھر کچھ زمانے کے بعد یہی مقابلہ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سبقت حاصل کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس کا بدلہ ہوگیا۔

غلام وخدام کے ساتھ آپ کا حسن سلوک بھی مثالی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آقاؤں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: لوگو! جو خود کھاؤ، وہی ان کو بھی کھلاؤ، جیسا کپڑا خود استعمال کرو، وہی کپڑا ان کے لیے بھی تیار کرو، وہ تمہارے بھائی ہیں غلام کو بھائی قرار دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیوار کو منہدم فرمایا جو حاکم اور محکوم کے درمیان کھڑی کردی گئی تھی۔ خادموں کے ساتھ شب وروز اور ہر وقت کا ساتھ ہوتا ہے، کوتاہی، لغزش، بھول چوک انسانی فطرت ہے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی؛ لیکن کبھی اُف تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور جس کام کو میں نہیں کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں فرماتے کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا، دس سال کی رفاقت کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ''اف'' تک نہیں کہا، یہ تحمل وبردباری اور شفقت کی ایک مثال ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ گھر میں داخل ہوتے تو آپ پہلے سلام کرتے اور ایسا انداز ہوتا کہ سونے والے بیدار نہ ہوں اور جو بیدار ہوں سلام کی آواز سن لیں، اگر گھر میں کوئی چھوٹا موٹا کام ہوتا تو خود انجام دے لیتے۔ حضرت اسودؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آکر کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: اپنے گھر والوں کی خدمت یعنی گھریلو زندگی میں حصہ لیتے تھے اور گھر کا کام بھی کرتے تھے مثلاً بکری کا دودھ دوہ لینا، اپنے نعلین مبارک سی لینا۔ (زاد المعاد) گھر میں جو کھانا تیار ہوتا حاضر کر دیا جاتا، آپ کی مرغوب اور پسندیدہ شئی ہوتی تو تناول فرماتے ورنہ خاموشی اختیار کرتے، لیکن کھانے میں کوئی عیب نہیں لگاتے، دن کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ کرتے، رات میں عشاء کی نماز کے بعد غیر ضروری جاگنے کو بالکل ناپسند کرتے، آپ کا بستر بالکل معمولی ہوتا، بسا اوقات چمڑے کا بستر ہوتا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی اور کبھی چمڑا ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی پر آرام فرماتے۔

ایک کامل اور مکمل انسانی زندگی کی بنیادی شناخت یہ ہے کہ دنیا میں چھوٹے بڑے، حاکم ومحکوم، دوست ودشمن، اپنے اور پرائے، امیر وغریب، ہر سطح اور ہر طبقہ کے لوگوں سے جہاں اس کے تعلقات روشنی میں ہوں اور لوگوں کے لیے مشعل راہ کا درجہ رکھتے ہوں، وہیں اپنی ازواج، خدام، اولاد، متعلقین اور اقرباء ورشتہ داروں میں بھی وہ محبوب ومقبول ہو اور ان کے ساتھ تعلق وسلوک کے باب میں بھی اس کی زندگی اسوہ اور مثال ہو۔ اس طور پر دیکھا جائے تو پیغمبر اسلام کی زندگی اپنی مثال آپ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائلی زندگی کا جو نقشہ بنایا اور خود اس پر عمل کر کے دکھایا، حقیقت یہ ہے کہ وہ عائلی اور ازدواجی زندگی کے لیے بہترین نمونہ اور ہر طرح کی بے سکونی کا علاج اور اکسیر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آئینہ میں ہم اپنی گھریلو زندگی کی صحیح صورت گری کر سکتے ہیں۔

نوٹا (NOTA)

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

نوٹا کا مطلب ہوتا ہے None of the above یعنی مذکورہ بالا میں سے کوئی نہیں۔ ای وی ایم (EVM) میں ایک بٹن نوٹا (NOTA) کا بھی ہوتا ہے، اس کا استعمال ایسے رائے دہندگان کرتے ہیں جو اس حلقہ سے کھڑے کسی بھی امیدوار کو ایم ایل اے یا ایم پی بننے کا اہل نہیں سمجھتے، ای وی ایم کے قبل جب بیلیٹ پیپر سے انتخابات ہوتے تھے تو اس میں کوئی متبادل ایسا موجود نہیں تھا، لیکن رائے دہندگان بیلیٹ پیپر لینے کے بعد بغیر مہر لگائے سادہ بیلیٹ پیپر چھوڑ دیتے تھے، اور اس کا اندراج پولنگ آفیسر کے پاس الگ سے ہوا کرتا تھا، لیکن اب ای وی ایم میں نوٹا کا بٹن ہونے کی وجہ سے دوسرے امیدوار کو ووٹ دینے کی طرح ہی نوٹا کو بھی ووٹ دیا جاتا ہے، اور اس کی بھی باضابطہ گنتی کی جاتی ہے، نوٹا (NOTA) پہلی بار ۲۰۰۹ء میں چھتیس گڑھ میں استعمال کیا گیا، پھر سپریم کورٹ کی اجازت سے ۲۰۱۳ء میں چار ریاستوں؛ چھتیس گڑھ، راجستھان، میزورم اور دہلی میں اس کا تجربہ کیا گیا، ۲۰۱۴ء سے اس کا استعمال عام ہوگیا۔ ۲۰۱۹ء کے پارلیمانی انتخاب میں سب سے زیادہ بہار کے ۱ء۸/۷ لاکھ رائے دہندگان نے نوٹا کا بٹن دبا کر امیدواروں کے تئیں اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا، یہ کسی ایک ریاست میں نوٹا کے استعمال کی سب سے بڑی تعداد تھی۔ ۲۰۲۰ء کے بہار اسمبلی انتخاب میں بھی رائے دہندگان نے اس کا بھرپور استعمال کیا، اس بار پوری ریاست میں سات لاکھ چھ ہزار دو سو باون (۷۰۶۲۵۲) ووٹ نوٹا کو ملے، جو مجموعی ڈالے گئے ووٹوں کا ۶۸ء۱/فیصد ہے۔ گو یہ تعداد گذشتہ اسمبلی انتخاب سے کم ہے، لیکن اس نے بہت سے امیدواروں کی ہار جیت پر خاصہ اثر ڈالا، اس کے علاوہ پُر لطف بات یہ ہے کہ چھپن فیصد امیدواروں سے زائد ووٹ نوٹا کو ملے، بارہ سیٹیں وہ ہیں جن میں نوٹا کی تیسری پوزیشن رہی، اور اس نے چار فیصد سے زیادہ ووٹ حاصل کیے، نو فیصد سے زیادہ امیدواروں کی ضمانت نوٹا نے ضبط کرائی، گیارہ پارٹیوں کو نوٹا سے بھی کم ووٹ ملا، ۶۲۳/رجسٹرڈ پارٹیوں کا کھاتا نہیں کھل سکا۔

ریاست میں تین مرحلوں میں انتخاب کی کارروائی مکمل کی گئی، ۲۵ء۴/کروڑ رائے دہندگان نے اپنے ووٹ کا استعمال کیا، ان میں سے ۱۴ء۷/لاکھ رائے دہندگان ایسے تھے، جن کو کوئی امیدوار پسند نہیں تھا، جن حلقوں میں ہار جیت کے ووٹوں کے تناسب سے زیادہ ووٹ نوٹا کو پڑے، ان میں سرائے رنجن، تروینی گنج، دربھنگہ دیہی، ڈہری، دھوریا، حاجی پور، ہلسہ، جھاجھا، کلیان پور، کشن گنج، کرٹہنی، مہاراج گنج، مہیشی، مٹیہانی، مونگیر، سکرا، رانی گنج، رام گڑھ، راجا پاکر، پران پور، پریہار، پپرا، پربتہ وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ راگھو پور میں تیجسوی یادو کے حلقہ انتخاب میں چار ہزار چار سو اٹھاون (۴۴۵۸) ایسے رائے دہندگان تھے، جنہوں نے چودہ کے چودہ امیدواروں کو مسترد کر دیا، راجد کے ترجمان رہے شکتی سنگھ صرف بارہ ووٹ سے ہلسہ میں ہار گئے، جب کہ یہاں ایک ہزار بائیس (۱۰۲۲) لوگوں نے نوٹا کا استعمال کیا، اسپیکر وجے کمار چودھری سرائے رنجن میں تین ہزار چھ سو چوبیس (۳۶۲۴) ووٹ سے جیتے، لیکن بیالیس سو رائے دہندگان نے یہاں نوٹا کا بٹن دبایا، لالو پرساد یادو کے سمدھی چندریکا رائے پرسا سے ہارے، وہاں پانچ ہزار ایک سو اناسی لوگوں نے نوٹا کا استعمال کیا۔ جمہوریت میں سب کو اپنی رائے دینے کا حق ہے اور ایک رائے یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مختلف سیاسی پارٹیوں نے جن امیدواروں کو کھڑا کیا ہے، وہ اپنے کیریکٹر، کردار اور خدمت کے حوالہ سے ہمارے لیے ناقابل قبول ہیں، کہنا چاہئے کہ نوٹا امیدواروں کے منہ پر کرارا طمانچہ ہے، جس کا اثر جیتنے والا بھی محسوس کرتا ہے اور ہارنے والا بھی۔

طب وسائنس

بدلتے موسم میں وائرل انفیکشن سے بچنے کے طریقے

موسم سرما کی آمد آمد ہے اور موسم کے بدلتے ہی کمزور قوت مدافعت رکھنے والے افراد بوڑھے، بچے اور جوان سب ہی بیماریوں میں گھرنے لگتے ہیں جبکہ کچھ عادات اپنا کران بیماریوں کی شدت میں کمی لائی جاسکتی ہے۔طبی ماہرین کے مطابق موسم کے بدلتے ہی جلدی انفیکشن ،نزلہ، زکام اور بخار جیسی شکایات میں اضافہ ہوجاتا ہے اور ہر دوسرا انسان بدلتے موسم سے متاثر ہوتا ہے، وائرل فلو اور نزلہ زکام کے لیے کوئی مؤثر دوا موجود نہیں ہے مگر اس سے بچنے اور علامات کی شدت میں کمی لانے کے لیے کچھ احتیاطی تدابیر اپنا کر ریلیف حاصل کیا جاسکتا ہے۔وائرل فلو سے بچنے یا متاثر ہونے کے بعد علامات میں شدت میں کمی لانے کے لیے کچھ آسان ترین طریقے مندرجہ ذیل ہیں:

نمک ملے نیم گرم پانی سے غرارے کریں: نیم گرم پانی سے غرارے کرنے سے گلے کی خراشوں، سوجن، بلغم اور سانس لینے میں دشواری میں کمی آتی ہے، نیم گرم پانی میں اگر تھوڑا اسے نمک ملا کر استعمال کیا جائے تو نیم گرم پانی کی افادیت بڑھ جاتی ہے۔

موسم کے بدلتے ہی خشک ہواؤں کے چلنے کے دوران نیم گرم پانی سے غراروں کو عادت بنالینا چاہیے، اس سے وائرل فلو کے خدشات میں کمی آتی ہے، فلو سے متاثر انسان کے استعمال کرنے سے سانس لینے میں آسانی اور مریض جلد صحت یاب ہوجاتا ہے۔

پانی کا استعمال: موسم کے بدلنے کے دوران زیادہ سے زیادہ پانی کا استعمال کریں، طبی ماہرین ٹھنڈے کے بجائے سادہ یا نیم گرم پانی پینا تجویز کرتے ہیں، وائرل یا کسی بھی قسم کے انفیکشن کے دوران پانی کا استعمال زیادہ سے زیادہ کرنے سے نزلہ، زکام کی شدت میں کمی آتی ہے۔

بھاپ کا استعمال: نزلہ، زکام اور فلو کے دوران ناک بند ہوجاتی ہے جس کے سبب سانس لینے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بھاپ لینے سے نہ صرف ناک کھلتی ہے بلکہ سینے میں جمے بلغم کو بھی خارج ہونے میں مدد ملتی ہے، بھاپ لینے سے فلو کی شدت کے باعث تکلیف میں واضح فرق پڑتا ہے اور فلو کے سبب ہونے والے سر درد میں بھی آرام آتا ہے۔

ٹی ٹری آئل کا استعمال: ایک سائنسی تحقیق میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ٹی ٹری آئل فلو میں معاون ثابت ہوتا ہے، بھاپ لینے کے دوران اگر گرم پانی میں ٹی ٹری آئل شامل کرلیا جائے تو اس سے کافی حد تک سانس لینے میں آسانی اور سانس لینے والا نظام پرسکون رہتا ہے۔

ٹی ٹری آئل قدرتی طور پر اینٹی سیپٹک آئل ہے، ٹی ٹری آئل کا استعمال صابن کے ساتھ اور ہاتھ دھونے کے بعد بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

زنک کا استعمال: زنک کے استعمال سے انسانی جسم میں قدرتی طور پر بیماریوں سے لڑنے والے خلیات کی افزائش ہوتی ہے، خون میں اینٹی باڈیز کے بننے کے باعث انسان جراثیم سے محفوظ رہتا ہے، قوت مدافعت میں اضافہ ہوتا ہے، ایک تحقیق کے نتائج کے مطابق زنک کے استعمال سے وائرل فلو اور زکام کی شدت میں کمی آتی ہے۔

سبز چائے، جڑی بوٹیوں کی چائے کا استعمال: موسم سرما کے آتے ہی سبز چائے کا استعمال بڑھا دینا چاہیے، سبز چائے میں اگر ادرک، لیموں کا رس، دارچینی، لونگ یا اپنی پسند کا کوئی بھی گرم مسالہ بھی شامل کر لیا جائے تو سبز چائے کی افادیت بڑھ جاتی ہے اور مدافعتی نظام مضبوط ہوتا ہے۔

یا صرف پانی میں ادرک، دارچینی یا لونگ کو ابال کر استعمال کرلیا جائے تو نزلہ زکام میں کمی آتی ہے اور سانس کی نالی صاف ہوجاتی ہے۔

هفتۂ رفتہ

گلناز کا معاملہ بہار اور ملک کے لیے شرمناک، حکومت جلد انصاف کرے: مولانا محمد شبلی القاسمی

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے ویشالی ضلع کے دیسری تھانہ میں واقع رسول پور حبیب میں ہوئے خونیں حادثے پر اپنے سخت ردعمل کا اظہار کیا ہے، انہوں نے اس واقعہ پر اپنے غم وغصہ کو ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ جب تک ملک کی بیٹیاں ایسے درندوں سے محفوظ نہیں ہوں گی تب تک ''بیٹی بچاؤ'' کا نعرہ سچا نہیں ہوسکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ بیٹیوں کی عصمت اور ان کی جان کے دشمن درندوں پر جب تک بروقت اور انصاف کے ساتھ کارروائی نہیں ہوگی اور مذہب وذات سے بالاتر ہوکر مجرم کو مجرم سمجھ کر سزا نہیں دی جائے گی تب تک ملک کی بیٹیاں اور بہنیں یوں ہی ظلم وستم کا شکار ہوتی رہیں گی۔انہوں نے اس واقعہ کو درندگی، حیوانیت اور انسانیت کو شرمسار کرنے والا واقعہ قرار دیا۔انہوں نے کہا کہ یہ بڑے شرم کی بات ہے کہ ایک بیٹی کو اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کی پاداش میں زندہ جلا دیا گیا اور پولیس اس واقعہ پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتی رہی، پولیس کے اس رول کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے اور انہیں جتنی سزا دی جائے کم ہے۔قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے حکومت بہار کے معزز وزیراعلیٰ، ہوم سکریٹری، ڈی ایم ویشالی اور ایس پی ویشالی کو خط لکھ کر نیز ڈی ایم وایس پی ویشالی کو فون کر کے مطالبہ کیا ہے کہ جلد از جلد مجرموں کو پکڑ کر کیفر کردار تک پہونچایا جائے اور انہیں سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی درندہ صفت کسی بھی بیٹی کی طرف بھوکی نگاہیں نہ ڈال سکے۔انہوں انتظامیہ کی لاپرواہی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ایسے پولیس والوں کے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہئے جنہوں نے اتنے دنوں تک معاملہ کو دبائے رکھا اور مجرموں کے خلاف ایکشن نہیں لیا، جب معاملہ میڈیا میں ہائی لائٹ ہوا تو ۱۷/دنوں کے بعد ایک مجرم گرفتار ہوا، جب کہ اصل مجرم ابھی بھی پولیس کی گرفت سے باہر ہے اور مقتولہ کے گھر والوں کو دھمکی دے رہا ہے۔انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ جلد از جلد سبھی مجرموں کی گرفتاری ہو اور اسپیڈی ٹرائل کے ذریعہ انہیں سخت سے سخت سزا دی جائے اور مظلوموں کو انصاف فراہم کیا جائے، انہوں نے مقتولہ کے اہل خانہ کی مالی مدد کرنے اور ان کو مناسب معاوضہ دینے کا بھی سرکار سے مطالبہ کی۔واقعہ یہ ہے کہ بہار کے ضلع ویشالی میں دیسری تھانہ کے ایک گاؤں رسول پور حبیب کی رہنے والی ایک یتیم لڑکی گلناز جس کی عمر بیس سال تھی جس کے والد مختار کا انتقال ہوچکا ہے، ماں سمنا خاتون سلائی کا کام کر کے گھر چلاتی تھی، باپ کے سایہ سے محروم گل ناز کے پیچھے گاؤں کا ہی ایک منچلا اور عیاش ستیش کمار پڑ گیا اور اس کا جینا حرام کردیا، اس کے ظلم وستم سے تنگ آ کر کئی بار لڑکی نے لڑکے کے گھر والوں سے فریاد کی لیکن انہوں نے بجائے لڑکے پر کارروائی کرنے کے الٹا لڑکی کو ہی دھمکی دینی شروع کردی۔اور ستیش کمار بھی بے سہارا بچی کو مسلسل ٹارچر کرتا رہا اور دھمکی دیتا رہا کہ اگر تو میرے ہوس کی شکار نہ بنے گی تو جان سے ہاتھ دھونا پڑیگا۔۳۰/اکتوبر کو شام ۵/بجے گل ناز کسی کام سے گھر کے باہر نکلی، بدمعاش غنڈہ ستیش اپنے ساتھی غنڈوں سکل دیو اور چندن کمار کے ساتھ ملکر اسے پریشان کرنے لگا، گل ناز نے مزاحمت کی، ستیش نے غصے میں آکر دونوں غنڈوں کے ساتھ ملکر گل ناز پر کراسن کا تیل چھڑکا اور زندہ جلا دیا، گل ناز ۱۵/دنوں تک زندگی اور موت کے درمیان اذیت ناک جنگ لڑتی رہی اور پھر اس کی موت ہوگئی۔

واقعہ کے ۱۵/دنوں تک پولیس نے معاملہ کو دبائے رکھا اور درندگی کی شکار وہ معصوم بچی موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہی، جب وہ مرچکی اور اس کے گھر والوں نے لاش کے ساتھ انصاف کا مطالبہ کرنے کے لیے مظاہرہ کیا اور یہ معاملہ سوشل میڈیا پر آیا تو انتظامیہ کی آنکھ کھلی اور ۱۷/دنوں کے بعد ایک مجرم گرفتار ہوسکا ہے، اصل مجرم ابھی بھی گرفت سے باہر ہے، پولیس ابھی بھی ڈھیل دے رہی ہے، مظلوم خاندان کو دھمکی بھی مل رہی ہے اور مجرم آزاد دندناتا پھر رہا ہے، جب تک جرم اور مجرم کو مذہب کی عینک سے دیکھا جاتا رہے گا، بیٹیاں یوں ہی جلتی رہیں گی اور انصاف کا خون ہوتا رہے گا۔وزیراعلیٰ حکومت بہار جناب نتیش کمار کو اس معاملہ میں ذاتی دلچسپی لے کر واقعی انصاف کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

محمد اسعداللہ قاسمی

سیتامڑھی کے ضلع وبلاک ذمہ داروں کی میٹنگ

۱۸/نومبر ۲۰۲۰ء کو سیتامڑھی ضلع وبلاک کے ذمہ داروں کی میٹنگ امن ہوٹل مہسول چوک سیتامڑھی میں منعقد ہوئی، میٹنگ کی صدارت ڈاکٹر ساجد علی خاں نے فرمائی اور شرکاء کی ضیافت کے ساتھ میٹنگ کا انتظام وانصرام انتہائی مناسب انداز میں کیا، مہمان خصوصی کی حیثیت سے امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے شرکت فرمائی، ضلع کے بیشتر بلاک بیل سنڈ، پوپری، باج پٹی، نانپور، بوکھرا، پسی، بیرگینیا، ڈمرا، سُرسنڈ، پریہار، بتھناہا، میجرگنج وغیرہ کے ۳۷/ذمہ دار میٹنگ میں موجود تھے، میٹنگ کا آغاز مولانا محمد اکبر صاحب مبلغ امارت شرعیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا محمد انوار اللہ فلک صاحب نے میٹنگ کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے رمضان المبارک اور اس کے بعد بھی مالیاتی کام امارت شرعیہ کے لئے نہیں ہو سکا، جب کہ امارت شرعیہ نے اب تک بیوہ، معلمین کے وظائف، غریب بچیوں کی شادی میں مدد اور اپنے کارکنوں کی تنخواہ کی ادائیگی کا سلسلہ جاری رکھا ہے، یہ کام جاری رہے اس کے لئے آپ حضرات کی خدمت میں دست تعاون دراز کرنے کی گذارش کی جارہی ہے، علاقہ سے آئے ذمہ داروں نے جن میں قاضی شریعت مولانا محمد عمران قاسمی، حضرت مولانا اظہار الحق مظاہری، مولانا عبدالودود مظاہری، مولانا اعجاز الحق قاسمی، مولانا احسان اللہ شمس، ڈاکٹر کلیم اختر، ڈاکٹر ابو محمد صاحب، جناب مرتضیٰ، مولانا لبیب اشرف قاسمی، حافظ شفاء اللہ، مفتی مکرم، قاری احمد اللہ، مفتی محمد احمد، صابر علی، مولانا عظیم الدین، مفتی رضوان احمد، مولانا افتخار وغیرہ نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ان حضرات نے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی قیادت وامارت میں امارت شرعیہ کے کاموں کی وسعت اور پھیلاؤ کو قابل ستائش قرار دیا، ڈاکٹر ساجد علی خاں نے اعلان کیا کہ دوسرے اضلاع میں جو کام ہوا ہے، سیتامڑھی سے ہم اس سے زیادہ رقم فراہم کرائیں گے، اس پر شرکاء نے ان کے جذبے کی تحسین کی، نائب ناظم امارت شرعیہ نے اپنے کلیدی خطاب میں امارت شرعیہ کی اہمیت، خدمات اور ضرورتوں، کے بارے میں مختصر مگر جامع خطاب کیا، حضرت مولانا اظہار الحق قاسمی ناظم جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں کی دعا پر میٹنگ اختتام پذیر ہوئی۔

ہری دوار میں چار غیر قانونی مذہبی مقامات کو منہدم کرنے کا حکم

سپریم کورٹ نے جمعرات کو اتراکھنڈ کے ہری دوار میں عوامی مقامات پر غیر قانونی طور پر بنے مذہبی مقامات کو 31 مئی 2021 تک منہدم کرنے کا ریاستی حکومت کو حکم دیا ہے۔جسٹس اشوک بھوشن کی صدارت والی بنچ نے معاملے میں مداخلت کرنے والے اکھیل بھارتیہ اکھاڑہ پریشد کی جانب سے پیش ہوئے وکیل سے کہا کہ بغیر اجازت کے ہر چیز غیر قانونی ہوتی ہے۔(یو این آئی)

بہار کے وزیر تعلیم نے عہدہ سنبھالتے ہی استعفیٰ دیا

بہار کے وزیر تعلیم میوہ لال چودھری نے چارج سنبھالنے کے ۳/گھنٹوں کے اندر ہی اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا، انہوں نے وزیراعلیٰ نتیش کمار سے ملاقات کے بعد جمعرات کو عہدہ سنبھالا تھا، وزیر تعلیم نے حزب اختلاف کی طرف سے پریشان ہونے کے بعد یہ بڑا قدم اٹھایا ہے، دراصل، بدعنوانی کے الزامات پر اپوزیشن کی طرف سے ان کو گھیرا جارہا تھا اور لگاتار ان سے استعفے کا مطالبہ بھی کیا جارہا تھا۔ان پر بدعوانی کے سلسلہ میں تعزیرات ہند کی دفعہ 409، 420، 467، 468، 471 اور 120 بی کے تحت مقدمات درج تھے، اس کے علاوہ ان کی بیوی کی مشکوک حالت میں موت کے سلسلہ میں بھی ان پر شک کی سوئیاں گھوم رہی ہیں۔ان کے حلف لیتے ہی اپوزیشن نے سوال اٹھایا کہ اتنے سارے دفعات کے ملزم میوہ لال چودھری کو وزیر تعلیم بنانے سے بہاریوں کو کیا تعلیم ملے گی؟

Volume:60/70,Issue:46 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB *WEEKLY*

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

آ کے پتھر تو مرے صحن میں دو چار گرے
جتنے اس پیڑ کے پھل تھے پس دیوار گرے
(شکیب جلالی)

ترکی اور سعودی عرب کے درمیان تجارتی کشیدگی مشرق وسطیٰ پر کیا اثر ڈالے گی؟

ترکی اور سعودی عرب کے درمیان بڑھتی تجارتی کشیدگی کے تناظر میں مبینہ طور پر سعودی عرب ترک اشیا کا بائیکاٹ کرر ہا ہے، گذشتہ چند سالوں میں ترکی کی جانب سے جارحانہ بیان بازی اور مشرقی بحیرۂ روم، لیبیا، اور شام میں بھی جارحانہ اقدامات کے بعد دونوں مما لک کے درمیان کشیدگی میں اضافہ ہوا ہے۔ علاقائی قیادت کی اس لڑائی میں غیر رسمی پابندیاں، غیر سرکاری رکاوٹیں، سرحد پر تاخیر اور ترک اشیا کے بائیکاٹ کے مطالبے شمالی افریقہ اور مشرقِ وسطیٰ میں پھیل چکے ہیں۔

ترکی اور خلیجی مما لک کے درمیان مصر میں ۲۰۱۳ء میں فوج کی جانب سے حکومت کا تختہ الٹائے جانے، ۲۰۱۷ء میں قطر کے خلاف بلاکیڈ، صحافی جمال خاشق جی کی استنبول میں سعودی سفارتخانے میں ہلاکت، اور اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حوالے سے تناؤ ہے۔

اطلاعات کے مطابق گذشتہ چند ماہ میں ترکی کو سعودی عرب کی جانب سے متعدد اہم معاشی چیلنجز کا سامنا رہا ہے۔ ۳/اکتوبر ۲۰۲۰ء کو ٹوئٹر پر کونسل آف سعودی چیمبرز کے سربراہ اجلان بن عبدالعزیز الاجلان نے ترک اشیا کے بائیکاٹ کا مطالبہ کیا۔ اس کے بعد سے متعدد کمپنیوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اہم سپر مارکیٹ العثیم نے تمام ترک اشیا کا بائیکاٹ کر دیا ہے جبکہ معروف سعودی فاسٹ فوڈ چین ہرفی نے اعلان کیا ہے کہ وہ ''ترک برگر'' کی جگہ ''یونانی برگر'' بیچیں گے۔ ترک کمپنیوں کا کہنا ہے کہ انھیں سعودی عرب میں اشیاء لانے اور وہاں پر تعمیراتی ٹھیکے حاصل کرنے میں مشکلات ہو رہی ہیں، ادھر معیشت پر توجہ دینے والے اخبار 'دنیا' نے یکم اکتوبر کو بتایا تھا کہ دنیا کی سب سے بڑی کنٹینر شپنگ کمپنی مائرسک نے اپنے صارفین کو متنبہ کیا تھا کہ ترکی سے سعودی عرب سامان لے جانے میں تاخیر ہو سکتی ہے، ان کا کہنا تھا کہ ترکی سے آنے والے سامان پر درآمدی پابندیاں یا سست روی کے ساتھ کسٹمز کا عمل لاگو کیا جاتا ہے، کارگو کو ٹرمینل پر کافی تاخیر کا سامنا ہوتا ہے اور یا تو وہ دیر سے آئے گا یا پھر کسٹمز میں ہی روک لیا جائے گا۔

ایک کاروباری شخصیت نے اخبار 'دنیا' کو بتایا کہ انھوں نے بذاتِ خود سعودی حکام کو یہ کہتے سنا ہے کہ وہ ایسی چیزیں نہیں چاہتے جن پر ''میڈ ان ترکی'' (Made In Turkey) لکھا ہو۔

۲۲/اکتوبر کو فاکس ٹی وی نیوز اینکر اسماعیل کوچکایا نے بتایا کہ اگر ترک اشیاء ملک میں داخل ہو بھی جائیں تو دکانوں پر ترک اشیاء کے ساتھ لیبل لگا ہوا ہوتا ہے کہ ترک اشیاء کو ہاتھ مت لگائیں۔ ادھر ترکی میں برآمد کے کاروبار سے منسلک لوگوں کے حوالے سے مقامی میڈیا میں بھی خبریں آ چکی ہیں کہ انھیں سعودی عرب میں پابندیوں کا سامنا ہے، جنوبی صوبے غزیاں تب اور ہاتے میں روزنامہ اخباروں نے خاص طور پر اس مسئلے کو اجاگر کیا ہے۔

۲۹/ستمبر ۲۰۲۰ء کو 'پوسالا' اخبار کا کہنا تھا کہ سعودی عرب غزیانتب کے لیے ایک اہم مارکیٹ ہے اور تجارتی حلقہ بندی صوبے کے مفادات کے خلاف کام کر رہی ہے۔ اخبار 'اوزیرت' کی شہ سرخی اسی روز اس طرح تھی ''پابندیاں ہاتے کو نقصان پہنچائے گیں۔'' اخبار کا دعویٰ ہے کہ اس صوبے کی سعودی عرب جانے والی برآمدات سات کروڑ ڈالر کے قریب ہیں۔ ترک کاروباریوں کا کہنا ہے کہ انھیں شمالی افریقی اور خلیجی مما لک میں بھی مشکلات پیش آ رہی ہیں۔

۱۳/اکتوبر ۲۰۲۰ء کو حکومت حامی ترک اخبار روزنامہ 'صباح' نے رپورٹ کیا کہ ترک برآمدی کمپنیوں کو الجیریا میں غیر عمومی دستاویزات کے مطالبوں اور تاخیر کا مسلسل سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

ادھر قوم پسندی میں یقین رکھنے والے جریدے 'اولوسال' نے ۱۴/اکتوبر کو بتایا کہ گذشتہ ماہ مراکش، الجیریا، اور تیونس نے کسٹمز کے وقت میں پانچ گنا اضافہ کر دیا ہے، مراکش ورلڈ نیوز نامی خبر رساں ادارے کا کہنا ہے کہ مراکش اور ترکی کے درمیان اگست میں طے پانے والے ایک فری ٹریڈ معاہدے میں اکتوبر میں ترمیم کی گئی ہے جس میں کچھ صنعتی اشیا کی برآمد پر ۹۰/فیصد تک کسٹم ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ اکادیمیا سے منسلک اسلام اوکان کا کہنا ہے کہ متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب امریکہ کے ساتھ اپنے روابط، مالی وسائل اور عرب لیگ پر اجارہ داری کو استعمال کر رہے ہیں اور وہ ترکی کے لیبیا، شام، اور مشرقی بحیرۂ روم میں اقدامات سے پریشان ہیں۔ ترک صحافی امین کاپا کا کہنا ہے کہ سعودی عرب نے متحدہ عرب امارات کو ہمارے پیچھے لگایا ہوا ہے اور تیونس اور الجیریا پر دباؤ ڈال رہے ہیں، ان کا کہنا تھا کہ سعودی عرب نے ترکی پر معاشی، سیاسی اور نفسیاتی جنگ کا اعلان کیا ہوا ہے۔

ترکی اور متحدہ عرب امارات میں تعلقات پہلے سے ہی کشیدہ ہیں، متحدہ عرب امارات مصر میں سابق آرمی چیف عبدالفتاح السیسی کا حامی ہے جبکہ انھوں نے ۲۰۱۳ء میں اخوان المسلمین کی حکومت کو برطرف کیا تھا۔ اکتوبر میں ترک لاجسٹکس اسوسی ایشن نے خبردار کیا تھا کہ سعودی عرب کو جانے والی تین ارب ڈالر کی برآمدات خطرے میں ہیں، فارن اکانومک ریلیشنز بورڈ کے ڈپٹی سیکرٹری میرح کیپز نے اکتوبر میں خبردار کیا تھا کہ ترکی کو ان پابندیوں کی قیمت ادا کرنی پڑے گی اور نئے دور میں ایک مستحکم سپلائی چین کے لیے یورپی اور امریکی کاوشوں کو نقصان ہوگا۔ صحافی کونی اوزدمیر کا کہنا ہے کہ ترکی کو ان پابندیوں کے خلاف کوششیں کرنی چاہییں، ان کا کہنا ہے کہ ''اگر میں وزیر خارجہ ہوتا تو میں اس وقت پریشان ہوتا۔

ترک صدر طیب اردوغان نے اب تک اس معاملے پر آواز نہیں اٹھائی ہے۔ دیگر ترک حکام نے ان مشکلات کی سنگینی کو قدرے کم قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کیونکہ ترکی ایک عالمی اور علاقائی طاقت بن رہا ہے اس لیے لوگ ان کے بارے میں ایسی باتیں کر رہے ہیں، اس کے علاوہ ترکی کی جانب سے اخوان المسلمین کی حمایت بھی دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی کی ایک بڑی وجہ ہے۔ اخوان ہمیشہ ہی سعودی کے شاہی خاندان پر سوال اٹھاتے رہے ہیں، ابھی حال ہی میں سعودی عرب کے کبار علماء کونسل نے اخوان المسلموں کو دہشت گرد تنظیم قرار دے کر دونوں ملکوں کے درمیان فکری کشیدگی میں اور اضافہ کر دیا ہے۔

۲۰۱۷ء میں قطر پر سعودی اتحادیوں کی جانب سے پابندی لگائے جانے کے زمانے میں ترکی نے قطر کی مدد کی تھی اور غلہ واجناس کے علاوہ بہت سی ضروری اشیاء بھیجی تھیں، اس کے ساتھ ہی قطر ترکی میں اہم سرمایہ کاری بھی کر رہا ہے۔ قطر کے ساتھ ترکی کی بڑھتی ہوئی دوستی بھی سعودی اتحادیوں کو راس نہیں آ رہی ہے۔

حالانکہ دونوں ملکوں کے درمیان اس تجارتی کش مکش کا نقصان خلیج کی تجارتی منڈی کو اٹھانا پڑ رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ ترک کمپنیوں نے سعودی عرب کے ساتھ مذاکرات کی تجویز پیش کی ہے تاکہ ان مسائل کو حل کیا جا سکے۔

ایک ترک کاروباری گروپ کا کہنا ہے کہ ہمارا ماننا ہے کہ تمام مسائل اور مشکلات کو باہمی تعاون اور بات چیت کے ذریعے حل کیا جا سکتا ہے۔ تاہم حکومت حامی تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ علاقائی قیادت کی جنگ اور مسلم امہ کی قیادت حاصل کرنے کے لیے یہ قربانی دینا درست ہے۔

ترکی کے 'ینی سفاک' نامی اخبار کے ایڈیٹر ان چیف ابراہیم کاراگل کا کہنا ہے کہ سعودی عرب نے ایک ترک مخالف اتحاد بنا رکھا ہے۔ یہ اتحاد ترکی کو افریقہ سے لے کر جنوبی ایشیا تک میں کمزور کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اس اتحاد نے ترک کے خلاف ایک جنگ جاری رکھی ہوئی ہے۔ اس قدر شدید بیانات اور دونوں ملکوں کے ایک دوسرے کے تئیں حریفانہ رویہ کے بیچ سوال یہ اٹھتا ہے کہ مشرق وسطیٰ کی تجارت پر اس کش مکش کا کتنا برا اثر پڑے گا اور کیا مستقبل قریب میں اس چپقلش کا کوئی حل نکل سکتا ہے، اگر ہاں تو کیا وہ معاشی مفاد ہوں گے یا عالمی سیاست جو سعودی ترک تعلقات کا رخ موڑے گی؟

دوسری جانب ترکی اور یونان کے درمیان بحیرہ روم میں زیر زمین ذخائر تلاش کرنے کی معاملے پر بھی کشیدگی بڑھتی جا رہی ہے۔ جبکہ ترکی کے صدر رجب طیب اردوغان نے کہا ہے کہ ترکی مشرقی بحیرۂ روم، بحیرۂ ایجیئن اور بحیرۂ اسود میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے جو کچھ بھی ضروری ہوا وہ کرے گا۔ ایسے حالات میں سعودی عرب کے ساتھ تجارتی کشیدگی کو زیادہ طول دینا کہیں ترکی کو بھاری نہ پڑ جائے۔

اس لیے ترکی کے لیے بہتر ہے کہ وہ عرب مما لک کے ساتھ اپنے تعلقات کو استوار کرے اور تناؤ کو ختم کرنے کی راہ میں قدم بڑھائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کشیدگی سے مشرقِ وسطیٰ، شمالی افریقہ میں انقرہ کی تجارت کو شدید خطرہ لاحق ہو جائے۔ (**بحوالہ بی بی سی لندن**)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید و دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)